Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ... وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر

محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ

چھ روپے

ششماہی

۳-۵۰ روپے

ممالک غیر ۷-۵۰ ،،

فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۱۱ | ۱۷ ہجرت ۱۳۴۱ھش | ۱۲ ذالحجہ ۱۳۸۱ھ | ۱۷ مئی ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۲ مئی۔ (بوقت ۷½ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

پرسوں ۱۰ مئی کو حضور حسب معمول سیر کے لئے جابہ تشریف لے گئے تھے احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۵ مئی۔ آج مقامی طور پر عید الاضحیٰ کا تقریب سنت نبوی کے مطابق منائی گئی اور بعض مقامی احباب اور باقی بیرونجات کے دوستوں کی طرف سے قربانیاں ذبح کی گئیں (عید کی مفصل رپورٹ اندر ملاحظہ ہو)

۱۵ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمدللہ۔

بے شک میں نے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی تحریک کو بہت سراہا ہے لیکن بربنائے حقیقت و صداقت و آزادیٔ ضمیر

مرزا صاحب یقیناً ختم نبوت کے قائل تھے اور اس شغف و شدت کے ساتھ جو ایک سچے عاشق رسول میں پایا جانا چاہیئے

مجھے ربوہ سے امدادی رقم ملنے کی خبر بالکل غلط ہے!

ایک مراسلہ کے جواب میں علامہ نیاز فتحپوری کا حقیقت افروز بیان

(منقول از رسالہ نگار بابت ماہ مئی ۱۹۶۲ء)

مراسلہ (منجانب عبدالحمید نعمانی۔ راولپنڈی)

"میں عرصہ سے تپ دق میں مبتلا ہوں اور صحت بہت خراب ہے۔ دعا کیجئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ (ربوہ) کی طرف سے آپ کو ساڑھے پانچ ہزار روپیہ دیئے گئے ہیں تاکہ نگار کو پاکستان سے نکالو۔

میری رائے میں آپ کو راولپنڈی آکر نگار نکالنا چاہیئے۔ اسلام آباد یہاں نیا شہر بن رہا ہے اور بڑی ترقی کی سکیمیں سامنے ہیں۔"

مراسلہ کا جواب

منجانب علامہ نیاز فتحپوری صاحب ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ

"عزیز من، یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ آپ تپ دق میں مبتلا ہیں اور مایوس ہو چلے ہیں۔ یہ مرض اب لاعلاج امراض میں سے نہیں رہا۔ اور اکثر مریض اس بیماری کے اچھے ہو جاتے ہیں۔ باقاعدہ علاج جاری رکھئے امید ہے آپ صحتیاب ہو جائیں گے۔

مجھے ربوہ سے ساڑھے پانچ ہزار کی امدادی رقم ملنے کی جو خبر آپ نے سنی ہے، بالکل غلط ہے اور مجھے حیرت ہے کہ آپ نے جو میری افتاد طبع سے پوری طرح واقف ہیں کیونکر اس کا یقین کر لیا کہ جو کچھ میں احمدیت کی موافقت میں لکھ رہا ہوں وہ نتیجہ ہے اس امداد کا۔

آج تک میں ربوہ نہیں گیا اور نہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے مل سکا لیکن ارادہ ضرور ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہاں احمدی جماعت کی تنظیم کا مطالعہ کروں گو میں قادیان جاکر وہاں کی تنظیم کا بڑا گہرا اثر دل پر لے کر آیا ہوں اور ربوہ میں بھی یقیناً وہی ہوگا جو قادیان میں دیکھ چکا ہوں۔

بہرحال آپ نے جو کچھ سنا وہ بالکل غلط ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جس حد تک میرے ضمیر کا تعلق ہے وہ کسی قیمت پر خریدا نہیں جا سکتا۔

پچھلے دو سال کے اندر بے شک میں نے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی تحریک احمدیت کو بہت سراہا ہے، لیکن بربنائے حقیقت و صداقت و آزادیٔ ضمیر۔ مجھے معلوم تھا کہ سارا زمانہ احمدی جماعت اور مرزا غلام احمد صاحب کا مخالف ہے۔ لیکن جب میں نے خود اس جماعت کے لٹریچر اور اس کے عملی پہلو کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مخالفت بربنائے تعصب ہے اور جو الزامات مرزا صاحب موصوف پر قائم کئے جاتے ہیں ان میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔

سب سے بڑا الزام ان پر یہ عائد کیا جاتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہ تھے حالانکہ اس سے زیادہ نعوذباللہ لغو الزام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ یقیناً ختم نبوت کے قائل تھے۔ اور غالباً اس شغف و شدت کے ساتھ جو ایک سچے عاشق رسول میں پایا جانا چاہیئے وہ اپنے آپ کو بربنائے تقلید نبوی ؐ رسول کا سایہ اور اسوۂ نبوی کا مظہر ضرور قرار دیتے تھے۔ سو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ہر شخص جو رسول اللہ کی زندگی کو سامنے رکھ کر اس کی تقلید کرے وہ "ظل نبوی" کہلایا جائے گا اور اگر مرزا صاحب نے عملاً اس کو کر دکھایا تو وہ یقیناً ظل نبوی بھی تھے اور بروز اسوۂ رسول بھی۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ لوگ نہ احمدی جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں اور نہ ان کے کارناموں کو دیکھتے ہیں اور محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرکے ان کی طرف سے بدظنی ہو جاتے ہیں۔

کس قدر عجیب بات ہے کہ مخالفین احمدیت بھی اس کی تنظیم اور اس کی وسعت تبلیغ کے قائل ہیں جن سے دنیا کے دور افتادہ علاقوں میں بھی اسلام کی حقیقت لوگوں پر واضح ہوتی جا رہی ہے، لیکن جس وقت سوال مرزا غلام احمد صاحب کے عقائد و کردار کا آتا ہے تو وہ چراغ پا ہو جاتے ہیں۔ محض اس لئے کہ ان کے زمانہ میں چند سرپھرے مولویوں نے بربنائے رشک اپنی نااہلیت کو چھپانے کے لئے مرزا صاحب موصوف کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا تھا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مرزا صاحب نے ۸۴ سے زیادہ کتابیں اپنی مختصر عمر میں لکھیں اور ان سب کا مقصود صرف یہ تھا کہ دنیا کے سامنے اسلام کو صحیح معنی میں پیش کریں اور مسلمانوں کی ایک باعمل جماعت دنیا میں پیدا کر سکیں سو آپ خود غور کیجئے کہ ان کے مخالفین دس آدمیوں کی بھی کوئی جماعت پیدا نہ کر سکے۔ اور مرزا صاحب کی تعلیم کے زیر اثر آج دنیا کے ہر گوشہ میں لاکھوں انسان تعلیم اسلام سے روشناس ہو چکے ہیں۔ اور اس قدر پابندی سے احکام اسلام کے متبع ہیں کہ مجھے تو اس کی مثال کسی بڑے سے بڑے عمامہ بند مولوی میں بھی نہیں ملتی۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مذہب اسلام کوئی خیالی مذہب نہ تھا۔ اور نہ اس کی بنیاد کسی ذہنی فلسفہ پر قائم تھی بلکہ وہ یکسر عمل ہی عمل تھا اور احمدی جماعت نے اس عملی پہلو کو سامنے رکھ کر اپنی جماعت میں ایک ایسی نئی روح پھونک دی جس کی مثال ہمیں کسی دوسری مسلمہ جماعت میں اس وقت نہیں ملتی

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ وہ افراد جو نماز باجماعت کے پابند ہوں، جو ایام صیام کا پورا احترام کرتے ہوں، جو صدقہ و زکوٰۃ کی رقم بغیر کسی پس و پیش کے نکالتے ہوں۔ جو لہو و لعب کی زندگی سے متنفر ہوں جو صدر درجہ سادہ معاشرت بسر کرتے ہوں، جو کسی وقت بیکار زندگی نہ بسر کرتے ہوں، جو ہر وقت ہر انسان کی خدمت کے لئے آمادہ رہتے ہوں جو صادق القول ہوں، امین ہوں عہد و پیمان کے پابند ہوں۔ اُن کو آپ بُرا کہتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ وہ میرزا غلام احمد صاحب کو مہدی موعود سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جس حد تک روایات کا تعلق ہے۔ وہ میرزا صاحب پر بھی منطبق ہو سکتی ہیں۔

آپ آجکل علیل ہیں۔ اس لئے مطالعہ کتب کا وقت آپ کے پاس کافی ہوگا۔ اگر نامناسب نہ ہو تو سب سے پہلے مرزا صاحب کی براہین احمدیہ پڑھ ڈالئے۔ اور اس کے بعد ان کی دوسری تصانیف۔ آپ پر خود واضح ہو جائے گا کہ میرزا صاحب کتنے بڑے انسان کتنے سخت قائل ختم نبوت تھے۔ اور کیسے چھوٹے چھوٹے انسانوں نے ان کے بلند کردار پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔

اب رہا آپ کا آخری مشورہ کہ نگار پاکستان سے نکالا جائے، سو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میرا لڑکا عارف نیازی "نگار پاکستان" کے نام سے یہ پرچہ کر رہا ہے۔ اور یہ پرچہ ہو بہو نگار لکھنؤ کا چربہ ہوتا ہے

یہ درست ہے کہ راولپنڈی بڑی اچھی جگہ ہے اور میں بھی بہت پسند کرتا ہوں۔ میرے بعض اعزہ بھی وہاں رہتے ہیں۔ لیکن نگار پاکستان کی اشاعت وہاں سے ممکن نہیں۔ کیونکہ اس کا ڈیکلریشن کراچی میں منظور ہوا ہے۔ اور وہیں اس کا دفتر قائم ہو چکا ہے

رہا نگار لکھنؤ، سو بدستور یہیں سے جاری رہے گا جب تک اس کی سکت مجھ میں باقی ہے ـــــ خدا آپ کو شفاء عاجل عطا فرمائے!

(رسالہ نگار لکھنؤ بابت ماہ مئی ۱۹۶۲ء صفحہ ۴۱-۴۲)

یوم خلافت
بتاریخ ۲۷ رمئی ۱۹۶۲ء

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ میں خلافت کے بابرکت نظام کی بنیاد پڑی۔ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر حضور کی وصیت کے مطابق جماعت نے متفقہ طور پر حضرت حافظ حاجی مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جماعت کا امام اور خلیفہ منتخب کیا۔

جماعت احمدیہ ہر سال خلافت کی اہمیت کے پیش نظر ۲۷ رمئی کو یوم خلافت منایا کرتی ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کی ہر شاخ اپنے طور پر اپنی اپنی جگہ جلسے کر کے خلافت کی اہمیت اور برکات کو بیان کرتی ہے۔ اب چونکہ ۲۷ رمئی کی تاریخ قریب آ رہی ہے اس لئے جماعتوں کو اپنے ہاں اس دن پوری تیاری کے ساتھ جلسے کر کے خلافت کے مضمون کو قرآن کریم۔ احادیث۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات کی روشنی میں بیان کریں۔ اور اس کارروائی کی رپورٹ نظارت دعوت و تبلیغ میں ارسال کریں۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قادیان میں عیدالاضحیٰ کی تقریب

قادیان ۱۵ رمئی۔ آج صبح ساڑھے سات بجے مسجد اقصےٰ قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے عیدالاضحیٰ کا دوگانہ مسنون طریق پر پڑھانے کے بعد ایک بصیرت افروز خطبہ دیا۔ جس میں آپ نے اسلام و احمدیت کی خدمت و اشاعت کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں دینے اور ہر آن اللہ تعالےٰ کی ذات کو اپنا سہارا قرار دینے اور اُس کی کامل توحید کی حکومت اپنے دلوں میں قائم کرنے کی طرف بڑے ہی دلنشین انداز میں توجہ دلائی۔

خطبہ کا آغاز کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ تھی کہ آپ کسی بلند جگہ پر چڑھتے یا کسی اُونچی جگہ پر جانے لگتے تو ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی تکبیر کرتے۔ آج کا اہم دن جو ایک بہت بڑی قربانی کی یاد دلاتا ہے۔ اس دن بھی آپؐ نے تکبیر بلند کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ اور خاص طور پر ۹ رذی الحجہ کی صبح کی نماز فجر سے لے کر ۱۳ رذی الحجہ کی عصر تک فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ حضورؐ کی پاک صحبت کے نتیجہ میں صحابہ کرام کا تو عام طریق تھا کہ وہ آپس میں ملتے وقت بھی بڑی کثرت سے تکبیرات کہتے

محترم صاحبزادہ صاحب نے حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیل علیہما السلام کی قربانیوں کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ان کی قربانیوں سے ہمیں جو بڑا سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ جو خدا کا ہو جاتے ہیں اُسے خدا تعالےٰ ضائع نہیں کرتا بلکہ اس کے بارہ میں نہ مٹنے والی یاد ہمیشہ کے لئے قائم کر دیتا ہے۔ آپ نے مکہ کی بے آب و گیاہ وادی کے نور ہدایت کا ابدی چشمہ بن جانے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس سرزمین کو اپنی برکات اور فضلوں سے کس طرح نوازا کہ جب تک دنیا قائم ہے ہر سال زمین کے کناروں سے لوگ اس مقدس سرزمین کی طرف بھاگے چلے جاتے ہیں۔ اور اُسی بے آب و گیاہ وادی میں آج اللہ تعالےٰ کی قدرت سے ایسے نظارے نمایاں نظر آتے ہیں۔ کہ دور دراز کے ہر قسم کے پھل وہاں پہنچ رہے ہیں اور باوجود سیلوں میل تک دوق ہوا ہونے کے اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اس کے نیچے سے تیل کے چشمے جاری کر دیئے ہیں جس سے دولت کی فراوانی ہو گئی ہے۔

آپ نے کہا یہ جو ہم دیکھتے ہیں ایک چیز جو پہلے بڑی چھوٹی اور معمولی ہوتی ہے مگر بعد میں بڑی ہی پُر عظمت بن جاتی ہے۔ اس قسم کے نظارے دکھانے سے اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس نکتہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے کہ اصل بڑائی اور اصل قدرت میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر کوئی بادشاہ ہے یا بڑی سلطنت اور رعب و دبدبہ کا مالک ہے تو اس کے پیچھے بھی خدا تعالےٰ ہی کی قدرت کاملہ کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اس کے فضل سے سب کو طاقت اور قوت میسر آتی ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔ قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشآء و تنزع الملک ممن تشآء و تعز من تشآء و تذل من تشآء بیدک الخیر انک علی کل شیءٍ قدیر۔ بڑے سے بڑے جابر اور دنیا کو اپنے اشاروں پر چلانے والے گذرے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کی قدرت کے سامنے سب کی طاقتیں ہیچ ہو کر رہ گئیں۔

آپ نے فرمایا یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ اصل غلبہ اور حقیقی عزت خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اُسی سے عزت و عظمت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے ایک انسان کو ہر آن اُسی کے آستانہ پر جھکنا چاہیئے اور اُسی سے قوت و طاقت مانگنی چاہیئے اپنی کسی ذاتی خوبی یا طاقت پر کبھی فخر زیبا نہیں۔ اس لئے اس کی طرف اور اُسی کی طرف دھیان دو اگر ایسا نہیں تو یاد رکھو کہ تمہارے دلوں میں خدا تعالےٰ کی کامل توحید ابھی تک قائم نہیں ہر شخص کو اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ کیا ہر موقعہ پر وہ خدا ہی کی طرف جھکتا ہے یا کبھی کسی وقت وہ اپنی حاجت براری کے لئے اللہ کو چھوڑ کر کسی افسر وغیرہ کے پاس پہنچتا ہے!!

انگریزی میں کہتے ہیں کہ فلاں آدمی منہ میں سونے کا چمچہ لے کر پیدا ہوا۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ چمچہ اُسکے منہ میں کس نے ڈالا تھا۔ اگر وہی شخص بجائے کسی امیر آدمی کے ہاں پیدا ہونے کے کسی غریب کے ہاں پیدا ہو جاتا تو کیا کر سکتا تھا۔ یہ تو خدا کا فضل ہے کہ اُس نے ایسا کیا کہ امیر گھرانے میں اُس کی پیدائش ہوئی۔ پس یہ چیز تو اور زیادہ ایک انسان کو خدا تعالیٰ

(باقی صفحہ پر)

خطبہ عید الاضحیہ

عید الاضحی ہمیں اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیمؑ سے یہ وعدہ یاد دلاتی ہے کہ میں تیری اولاد دنیا کے کناروں تک پھیلاؤں گا

ہمیں سوچنا اور غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ الٰہی وعدہ ہمارے ذریعہ سے پورا ہو رہا ہے

اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرو۔ تاکہ جب خدائی تقدیر ظاہر ہو تو وہ تمہارے حق میں فیصلہ کرے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۵۰ء بمقام لاہور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ ہے۔ جو عید الاضحیہ کی تقریب سعید پر اخبار الفضل میں شائع ہوا ہے ہندوستانی احباب کے استفادہ کیلئے اسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (ادارہ)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

وہ دوست جو اخبار پڑھنے کے عادی ہیں ان کو معلوم ہوگا کہ مجھے ڈیڑھ مہینہ سے

شدید کھانسی

ہے۔ راستہ کی گرد کی وجہ سے یہ شکایت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اور پھر چونکہ یہاں کئی دن بارش رہی اور اس کی وجہ سے کمرے نم آلود تھے اس نمی نے اور بھی زیادہ کھانسی کو بڑھانے میں مدد دی ہے۔ اس لئے نہ تو میں اونچا بول سکتا ہوں۔ اور نہ لمبا بول سکتا ہوں۔ بہرحال عید کے بعد خطبہ پڑھنا سنت ہے۔ اس لئے خطبہ تو میں پڑھوں گا۔ لیکن بجائے کسی ایک مضمون کے میں ایک دو چھوٹی چھوٹی باتیں بیان کر دینا چاہتا ہوں

پہلی بات تو یہ ہے

کہ میں پہلے ربوہ میں سنا کرتا تھا لیکن کل میں نے دیکھا تو نہیں۔ ہاں میں نے اپنے کانوں سے سنا اور مجھے معلوم ہوا کہ یہاں لاہور میں دو جمعے ہوتے ہیں۔ ایک مسجد میں اور ایک رتن باغ میں مجھے اس بات کو دیکھ کر نہایت تعجب ہوا۔ کیونکہ شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ ایک شہر میں ایک ہی جمعہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ چوہدری قسم کے لوگ رتن باغ میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور غریب مسجد میں چلے جاتے ہیں۔ شاید میرے کچھ دن یہاں رہنے کی وجہ سے رتن باغ کو ان کی نگاہ میں وہ فضیلت حاصل ہو گئی ہے جو خانہ کعبہ کو

اللہ تعالیٰ کا گھر

ہونے کی وجہ سے حاصل ہے۔ یہ دین کے ساتھ تمسخر ہے اور مومن کے لئے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اگر تم نے جمعہ کی مشق ہی کرنی ہے۔ تو ہفتہ یا اتوار کے کسی دن اکٹھے ہو کر جمعہ کی مشق کر لیا کرو۔ دین کو تمسخر بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

قادیان میں دو جمعے ہوتے تھے۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ ممکن ہے یہ دلیل دی جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تو قادیان میں دو جمعے ہوتے رہے ہیں۔ پھر ہمیں روکا کیوں جاتا ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کی ایک وجہ تھی۔ اور وہ یہ کہ ان دنوں ملک میں شدید طاعون پھیلا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسجد مبارک اور اس کے ارد گرد کا حلقہ زیادہ تر طاعون سے محفوظ رہا۔ لیکن

مسجد اقصےٰ کے ارد گرد

چونکہ کثرت سے ہندو رہتے تھے۔ ان میں طاعون پھوٹی اور ان میں سے اکثر ہلاک ہو گئے۔ اور چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ جہاں طاعون پھیلی ہوئی ہو۔ وہاں کے لوگ دوسرے علاقوں میں نہ جائیں۔ اور دوسرے علاقوں کے لوگ طاعون زدہ علاقہ میں نہ آئیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مسجد مبارک میں الگ جمعہ ہوتا رہا اور مسجد اقصےٰ میں الگ۔ مسجد اقصےٰ میں وہ لوگ جو اس مسجد کے ارد گرد رہتے تھے۔ اور وہ لوگ جن کے علاقہ میں طاعون پھیلی ہوئی تھی اکٹھے ہو جاتے تھے۔ اور مسجد مبارک میں وہ لوگ جمع ہو جاتے تھے جو طاعون سے محفوظ تھے۔ پس

یہ شریعت کا حکم تھا

جس کے ماتحت دو جمعے ہوتے تھے کسی بندے نے یہ حکم نہیں بنایا تھا لیکن رتن باغ میں جمعہ کی نماز الگ پڑھنا یہ دوستوں کی خالص اپنی ایجاد ہے۔ میں ربوہ میں یہ سنکر سمجھتا تھا کہ شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہو مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ یہ بات درست ہے۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے۔ جیسے قرآن کریم میں چند لوگوں کے متعلق ذکر آتا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک علیحدہ ایک مسجد بنا لی تھی جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس مسجد کو گرا کر مزبلہ یعنی میلے کا ڈھیر بنا دیا جائے۔ جسے ہمارے ہاں روڑی کہتے ہیں۔ چنانچہ صحابہؓ نے ایسا ہی کیا۔ انہوں نے مسجد گرا دی۔ اور یہاں روڑی کا ڈھیر بنا دیا۔ جہاں لوگ گند پھینکا کرتے تھے۔

پس یہ نہایت ہی مکروہ اور ناپسندیدہ بات ہے اور

دین میں تفرقہ اور انشقاق

پیدا کرنے والی چیز ہے۔ میں حیران ہوں کہ باقی جماعت کے لوگوں نے اس کے خلاف کیوں احتجاج نہ کیا۔ یہاں ہمارے مولوی صاحب جو مقامی مبلغ ہیں۔ رہتے ہیں۔ مولوی کے معنے ہوتے ہیں ایسا شخص جو شریعت کے مسائل جانتا ہو۔ انہیں سختی سے اس بات کا اظہار کرنا چاہیئے تھا کہ یہ جائز نہیں تم مسجد میں آؤ۔ اور سب کے ساتھ مل کر جمعہ کی نماز ادا کرو۔ آخر کیا وجہ ہے کہ جیل روڈ اور بھاٹی دروازے کے آدمی تو

مسجد میں جمعہ

پڑھنے کے لئے جائیں۔ اور رتن باغ جو بالکل قریب ہے وہاں کے لوگ الگ نماز پڑھا کریں۔ آئندہ جو یہاں کے مبلغ ہیں انہیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا کام صرف اتنا نہیں کہ خطبہ پڑھا دیا یا کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو وہ بتا دیا بلکہ [illegible]

تعلیم و تربیت بھی ان کا کام

ہے۔ جب وہ دیکھیں کہ کوئی کام دین کے خلاف ہو رہا ہے۔ تو ان کا فرض ہے کہ اس سے لوگوں کو روکیں۔ اور اگر لوگ پھر بھی نہ رکیں۔ خلیفۂ وقت کے پاس رپورٹ کی جائے۔

ایک زمانہ ایسا گذرا ہے کہ یہاں لاہور میں کئی جمعے ہوتے تھے۔ اور وہ سب جمعے جائز ہوتے تھے۔ کیونکہ دفاتر کو جمعہ کے دن چھٹی نہیں ملتی تھی۔ اور چونکہ جمعہ مقدم ہے۔ اس لئے

ملازم پیشہ لوگ

عموماً آدھ گھنٹہ کی چھٹی لے کر دفاتر کے قریب ہی کہیں جمع ہو کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایسے دو تین جمعے لاہور میں ہوتے تھے اور ہمیں کبھی اعتراض نہیں ہوا لیکن رتن باغ میں جمع ہونے والوں کو کونسی حکومت مجبور کرتی ہے کہ آدھ گھنٹہ کے اندر ہی نماز سے فارغ ہو کر واپس آجاؤ۔ صرف اپنی چوہدریت جتانے کے لئے وہ ایسا کرتے ہیں۔

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بعض دفعہ جب بیماری میں بیٹھے بیٹھے تھک جاتے۔ تو فرماتے۔ اب دوست چلے جائیں اس پر کچھ چلے جاتے اور کچھ بیٹھے رہتے تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد آپ پھر تنگ آکر فرماتے کہ دوست چلے جائیں مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ اس پر پھر کچھ لوگ چلے جاتے اور کچھ بیٹھے رہتے۔ آخر تیسری دفعہ آپ فرماتے کہ اب چوہدری بھی چلے جائیں یعنی ہر دفعہ میرے کہنے کے یہ معنے لیتے ہیں کہ یہ حکم دوسروں کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں ہے وہ بھی تشریف لے جائیں۔ اس طرح یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مسجد میں جمعہ پڑھنے کا حکم ہمارے لئے نہیں دوسروں کے لئے ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم ساروں کے لئے ہوتے ہیں ان احکام پر عمل کرنے کے لحاظ سے ایک بادشاہ

بھی برابر ہے اور ایک بوڑھا بھی۔ ایک نبی بھی برابر ہے اور ایک عام مسلمان بھی جو خدا تعالیٰ کے احکام ہوتے ہیں وہ سب کے لئے یکساں ہوتے ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

رات کے وقت کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تو بعض دفعہ آپؐ اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے جب آپؐ کی عمر بڑی ہو گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ دیکھ کر تکلیف پہنچی چنانچہ انہوں نے ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اپنی جان کو اتنا دکھ میں کیوں ڈالتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ جب خدا تعالیٰ نے یہ بات میرے متعلق فرمائی ہے۔ اور اس نے مجھ پر اتنا احسان فرمایا ہے کہ میرے اگلے پچھلے سب گناہ اس نے معاف کر دیئے ہیں تو کیا اس احسان کے بدلہ میں میرے لئے ضروری نہیں کہ میں پہلے سے بھی زیادہ عبادت کروں۔ اب دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو اس کے یہ معنے لئے کہ آپ کو عبادت کم کرنی چاہیئے لیکن آپؐ نے اس کے یہ معنے لئے کہ مجھے پہلے سے زیادہ عبادت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس نے مجھ پر احسان کیا ہے

یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے

جب حضرت عائشہ رضؓ چھوٹی عمر کی تھیں اور دین کی معرفت ان میں کم تھی۔ پھر حضرت عائشہ رضؓ نے بھی وہی بات کی جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ ایک وقت آیا جب ان کی معرفت بھی تیز ہو گئی۔ اور انہوں نے بالکل وہی طریقہ اختیار کیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا۔ صحابہ رضؓ کا دستور تھا کہ وہ حضرت عائشہ رضؓ کو دین کی خواص واقف اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص بیویوں میں سے سمجھ کر کثرت تحائف وغیرہ بھیجا کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جو کچھ روپیہ وغیرہ آتا اس کا اکثر حصہ صدقہ کر دیتیں حضرت زبیرؓ کے چھوٹے بچے عبید اللہ رضؓ نے جب یہ بات دیکھی تو چونکہ وہ آپ کے بھانجے تھے انہیں خیال آیا کہ اگر خالہ نے اس طرح اپنا تمام مال تقسیم کر دیا۔ تو باقی رشتہ داروں اور ہم جیسوں کا کچھ نہیں ملے گا چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ کہہ دیا کہ لوگ حضرت عائشہ رضؓ کو اس اسراف سے روکتے کیوں نہیں ان کے پاس جتنا روپیہ آتا ہے اس کا اکثر حصہ وہ تقسیم کر دیتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے جب یہ بات سُنی تو آپ نے فرمایا اس بھانجے کو آئندہ میرے گھر میں آنے کی اجازت نہیں ہو گی اور میں اسے معاف نہیں کروں گی۔ اگر کروں تو مجھ پر صدقہ لازم ہو گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے بھانجے کو اپنے گھر میں آنے جانے سے منع کر دیا۔ صحابہ رضؓ نے جب یہ بات دیکھی تو انہوں نے سمجھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں ایسا اختلاف پسندیدہ نہیں خصوصاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی مقبول اور محبوب بیوی کا اپنے بھانجے پر ناراض ہونا اچھا نہیں اور انہوں نے تجویز کی کہ کسی طرح حضرت عائشہ رضؓ سے ان کے بھانجے کو معافی دلوائی جائے۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے عبید اللہ کو اپنے ساتھ لیا اور حضرت عائشہ رضؓ کے دروازہ پر جا کر کہا کہ حضور ہم نے ایک بات کہنی ہے اگر اجازت ہو تو ہم سب اندر آجائیں۔ حضرت عائشہ نے پردہ کھچوا دیا۔ اس زمانہ میں علیحدہ علیحدہ کمرے تو ہوتے نہیں تھے۔

پردہ لٹکا دیا جاتا تھا

جس کے ایک طرف مرد بیٹھ جاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی پردہ لٹکا دیا خود ایک طرف ہو گئیں اور انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی جب وہ اندر گئے۔ تو عبید اللہ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دیتے وقت کسی خاص شخص کا نام نہیں لیا تھا یہی کہا تھا کہ سب آجائیں انہوں نے عبید اللہ رضؓ کو پہلے سے سمجھا رکھا تھا کہ جب ہم تجھے اندر پہنچا دیں تو پردہ اٹھا کر خالہ سے چمٹ جانا اور کہنا کہ مجھے معاف کر دو۔ جب صحابہؓ پردہ کے ایک طرف بیٹھ گئے تو عبید اللہ نے دوڑ کر پردہ اٹھایا اور خالہ سے چمٹ گئے۔ اور کہنے لگے خالہ مجھے معاف کر دیں۔

مجھ سے سخت غلطی ہوئی ہے

ادھر سے صحابہؓ نے بھی سفارش کر دی کہ بچہ تھا اس سے غلطی ہو گئی ہے۔ آپ اسے معاف فرما دیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے معاف فرما دیا۔ مگر اس کے بعد آپ کے پاس جو چیز بھی آتی آپ اسے صدقہ کے طور پر دے دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتی ہیں تو آپ نے فرمایا۔ میں نے یہ عہد کیا تھا کہ اگر میں اپنے بھانجے کو معاف کروں گی تو کچھ صدقہ کروں گی میں ڈرتی ہوں کہ اگر میں تھوڑا صدقہ کروں تو شاید وہ صدقہ کی مقدار تک نہ پہنچے

اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ناراض ہو اس لئے میرے پاس جو چیز بھی آتی ہے۔

میں صدقہ دے دیتی ہوں

اس طرح آپ نے اپنے بھانجے کو معاف بھی کر دیا اور صدقہ اس سے بھی زیادہ دینا شروع کر دیا جتنا وہ پہلے دیا کرتی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ جب خدا نے مجھے اور میرے بھانجے کو ملا دیا ہے تو اب میرا فرض ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکر میں پہلے سے بھی زیادہ صدقہ دوں گویا جو کچھ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا وہی حضرت عائشہ نے کیا مگر اس وقت جب ان کی معرفت زیادہ ترقی کر گئی۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں

کہ اب ہماری جماعت کو قائم ہوئے ساٹھ سال گزر چکے ہیں۔ ساٹھ سال کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں ہوتا۔ پس ہمیں سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیئے کہ اتنے لمبے عرصہ میں ہم نے دنیا پر روحانی لحاظ سے غالب آنے کے لئے کیا کیا ہے بے شک خدا تعالیٰ نے کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اسلام اور احمدیت کو غالب کریگا مگر یہ کبھی نہیں کہ اس کے لئے متواتر جدوجہد اور قربانیوں کے بغیر غلبہ عطا کر دے پس جماعت کو ایک دفعہ پھر ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں خصوصاً

یہ عید کا دن ایسا ہے

جس میں ہمیں وہ وعدہ یاد دلایا گیا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کیا تھا کہ میں تیری اولاد کو دنیا کے کناروں تک پھیلا دوں گا ہم اس پیشگوئی کی یاد میں یہ دن مناتے ہیں مگر تعجب ہے ہم دنیا کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں اور عید اس بات کی منا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ اگر یہ سچی بات ہے کہ تم ہی حق پر ہو اگر

یہ سچی بات ہے

کہ خدا تعالیٰ کے دین کو ماننے کی تمہیں ہی توفیق ملی ہے تو تمہیں سوچنا چاہیئے کہ تم کس طرح خوش ہو کر یہ کہہ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے ابراہیم کی پیشگوئی پوری کر دی۔

اگر تم دنیا کے ایک کونے میں بیٹھے ہو تو خدا تعالیٰ نے ابراہیم کی پیشگوئی پوری نہیں کی بلکہ اس کے پورے ہونے ہوتے اس میں روک پیدا کر دی اور یا پھر تمہیں ماننا پڑے گا کہ تمہارے علاوہ بھی کچھ جماعتیں ایسی ہیں جو اور جو نکہ وہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اس لئے

ابراہیم کی پیشگوئی

پوری ہو رہی ہے ایک طرف تمہارا یہ دعویٰ کرنا کہ خدا تعالیٰ کی رضا تم سے وابستہ ہے اور دوسری طرف تمہارا ابراہیمؑ کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر خوش ہونا حالانکہ تم دنیا کے ایک کونے میں سمٹے بیٹھے ہو آپس میں کوئی مطابقت نہیں رکھتے جب قانونی طور پر بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ کی رضا اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جب وہ احمدی جماعت میں داخل ہوں تو ابراہیمؑ کی پیشگوئی بھی اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے۔ جب تم دنیا کے کونے کونے میں پھیل جاؤ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

اللہ تعالیٰ یہ اختیار رکھتا ہے

کہ وہ جس کو چاہے بخش دے مگر یہ ایک استثنیٰ ہے۔ اور استثنیٰ اور قانون میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے ایک شخص اگر اپنے دوستوں کی دعوت کرتا ہے تو بعض دفعہ وہ کسی فقیر کو کھانا کھلانا ایک استثنائی رنگ رکھتا ہے۔ اسی طرح ہم یہ نہیں کہتے کہ خدا تعالیٰ کسی اور کو بخش نہیں سکتا وہ استثنائی طور پر جس کو چاہے بخش دے مگر قانونی طور پر صرف خدائی جماعتوں کا ہی یہ دعوےٰ ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ شامل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے اور کو رضا حاصل ہوتی ہے تو وہ غیر قانونی اور استثنائی رنگ رکھتی ہے۔ جیسے آج ہی

اخبارات میں اعلان ہوا ہے

کہ آسٹریلیا کی پارلیمنٹ میں پاکستان کے ایک ممبر کو بھی بیٹھنے کی اجازت دی گئی ہے اور یہ تیسری مثال ہے جبکہ آسٹریلیا کی پارلیمنٹ میں ایک غیر ممبر کو بیٹھنے کی اجازت دی گئی اب دیکھو پارلیمنٹ میں ایک غیر ممبر کا بیٹھنا ممکن نہ ہو سکتا کیونکہ وہ پہلے بیٹھ چکے تھے۔ ایک یہ بیٹھ گیا مگر اس کو قانونی نہیں کہا جا سکتا قانونی طور پر صرف پارلیمنٹ کا ممبر ہی پارلیمنٹ میں بیٹھ سکتا ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا بلکہ اگر کوئی روکے تو اس پر مقدمہ چل جاتا ہے عدالتیں بھی سیاسی مقدمات میں ایسے آدمی کی گرفتاری کو ناجائز سمجھتی ہیں ہاں اگر دیوانی یا فوجداری مقدمہ ہو جائے تو پھر اور بات ہے غرض قانونی طور پر

ہماری جماعت کا ہی یہ دعویٰ ہے

کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے۔ باقی رہا استثنیٰ سو استثنیٰ قانون کو توڑتا نہیں ہم کہتے ہیں وہ اختیار رکھتا ہے جس کو چاہے بخش دے۔ ہمارا دعویٰ صرف اتنا ہے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے ......

بخشش کے لئے قانون بنتا ہے اور دوسرے لوگوں کو استثنیٰ بخشا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کی اتباع کریں تو لازمی طور پر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بخش دے تو اس کا احسان ہے۔ بہرحال

اگر یہ سچی بات ہے

کہ صرف ہم لوگ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے والے ہیں تو پھر ہمارے ذریعہ سے ابراہیمؑ کی نسل دنیا میں پھیلی نہیں بلکہ وہ سمٹ گئی ہے کیونکہ کروڑوں کروڑ لوگوں کے متعلق ہم نے کہہ دیا کہ نعوذ باللہ وہ رضا الٰہی کے مستحق نہیں۔ پس ہمیں فکر کرنا چاہیئے کہ ہمیں خدا نے کس انتظار پر ڈال دیا کہ ایک عظیم الشان پیشگوئی جو دنیا کے کناروں تک ابراہیمی ذریت کے پھیلنے کے ساتھ تعلق رکھتی تھی وہ ہماری وجہ سے سمٹ کر رہ گئی۔ اور ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس پیشگوئی کے حلقہ کو ہم زیادہ سے زیادہ وسیع کریں تاکہ کوئی شخص ہمیں یہ طعنہ نہ دے کہ تم نے آل ابراہیمؑ کو محدود کر دیا۔

یہ اتنا بڑا کام ہے

کہ ہر ایک احمدی سوچے تو میں سمجھتا ہوں اس کی راتوں کی نیند بھی اُڑ جائے جب تک دنیا میں ان لوگوں کی اکثریت نہ ہو جائے جو اس قانون کے مطابق جس کو تم سچا سمجھتے ہو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے وارث ہوں اس وقت تک تم صحیح معنوں اپنے فرائض کو ادا کرنے والے نہیں سمجھے جا سکتے یہ صحیح ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ تبلیغ اسلام صرف جماعت ہی ہی اشاعت کر رہی ہے یہ بھی صحیح ہے کہ عیسائی اور دوسرے غیر مذاہب کے لوگ ہمارے ذریعہ سے ہی اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور اس طرح اپنی تائید میں ایک نقلی دلیل ہمیں حاصل ہے مگر عقلی دلیل اور واقعاتی دلیل میں بڑا بھاری فرق ہوتا ہے عقلی طور پر بے شک ہم اسلام کو پھیلا رہے ہیں لیکن اگر اسلام کو ہمارے ذریعہ غلبہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ ہماری آئندہ نسلیں اس کو غالب کرتی ہیں تو ہماری خوشی ایسی ہی ہوگی جیسے

گیدڑوں کے متعلق مشہور ہے

کہ وہ رات کو اکٹھے ہوتے ہیں تو شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ پدرم سلطان بود ہمارا باپ بادشاہ تھا۔ اس پر ایک گیدڑ ہنسی کرتا ہے آخر جو تمہارا باپ بادشاہ تھا تو پھر تمہیں کیا؟ گیدڑ تو اپنی پرانی بادشاہت یاد دلاتے ہیں ہم لوگوں کو اپنی آئندہ بادشاہت یاد دلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک صدی کے بعد دیکھ لینا سب دنیا پر ہمارا ہی غلبہ ہوگا وہ کہتا ہے اول تو مجھے یقین ہی نہیں اور اگر ایسا ہو بھی گیا تو پھر زاچہ مجھے کیا۔ جس کے زمانہ میں جماعت پھیلے گی وہ فخر بھی کریں گے اور خوش بھی ہوں گے تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ تم خوشیاں مناتے پھرو تمہارے ہاتھ سے تو پچھلی بادشاہت بھی گئی اور آئندہ بھی تمہیں امید نہیں

مثل مشہور ہے

کہ ایک شخص سے کسی نے کہا کہ وہ آدمی حلوے اور مٹھائیوں کی سینیاں اٹھائے ہوئے آرہے تھے وہ کہنے لگا پھر مجھے کیا۔ اس نے کہا نہیں وہ تمہارے گھر کی طرف آرہے تھے وہ کہنے لگا پھر تجھے کیا! یعنی اگر وہ میری طرف آرہے تھے تو پھر تجھے کیا کہ تو خوش ہو رہا ہے اگر تمہاری اولادوں نے ہی کامیاب ہونا ہے تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ تم کو کیا تم کو تو تبھی خوشی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم آنے والی کامیابی اور فتح میں خود حصہ لو۔ یہ کیا کہ گھروں میں آرام سے سوئے ہوئے ہو رات دن دنیا کے کاموں میں مشغول ہو سستی اور غفلت تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتی اور آئندہ آنے والی نسلوں نے جو فتح حاصل کرنی ہے اس پر تمہارا مراد بچھا ہو رہا ہے اور تم خوشی سے جھوم رہے ہو۔ آنے والے آئیں گے اور کامیابیاں حاصل کریں گے تو خوش بھی ہولیں گے۔ تمہارا کیا حق ہے کہ تم خوش ہوتے پھرو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فتح اور کامیابی حاصل کی تھی۔ اس پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو فخر کر سکتے تھے لیکن اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دادے پردادے فخر کرتے کہ ہماری نسل میں سے ایک ایسا انسان پیدا ہوگا جو دنیا میں

عظیم الشان کامیابی

حاصل کرے گا تو ہر شخص انہیں یہی کہتا کہ گو تم اچھے انہیں کیا محمد رسول اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں آئیں گے اور فتح حاصل کریں گے تو خوشی بھی منائیں گے تم کو کیا حق حاصل ہے کہ تم خوشی مناتے پھرو اسی طرح اگر تمہاری کامیابی نے بھی ڈیڑھ سو سال کے بعد آنا ہے اور تم نے اس کی بنیادیں بھی نہیں رکھیں تو پھر تمہیں کیا آنے والے آئیں گے تو فخر بھی کریں گے پس اپنے حالات میں تبدیلی پیدا کرو تم میں سے بعض کی مثال اب اس شخص کی سی ہو گئی ہے۔ جو افیون کھاتے کھاتے افیون کا عادی ہو جاتا ہے میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ تمہیں اتنے وعظ سنائے گئے ہیں کہ دنیا کی اور کسی قوم کو اتنے وعظ نہیں سنائے گئے۔ مگر تم محض چکنا گھڑا ثابت ہوئے ہو تم نے بھی وعظ سنے مگر ان کا اثر قبول نہ کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے سلطان القلم قرار دیا تھا اس کے مقابلہ میں اس نے مجھے اتنا بولنے کا موقع دیا کہ مجھے اُس نے سلطان البیان بنا دیا۔

مگر نہ قلم نے تمہیں کوئی فائدہ دیا اور نہ بیان نے تمہیں کوئی فائدہ دیا قلم نے لکھا اور اتنا لکھا کہ سو کتاب بن گئی مگر اس کثرت نے بھی تمہارے لئے صرف اتنا ماحول پیدا کیا کہ سه

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

کتابوں کی کثرت نے تمہیں قلم سے بالکل غافل کر دیا۔ اور لکھنا نہ لکھنا تمہارے لئے مساوی ہو گئے۔ میں نے اتنی تقریریں کیں اور اتنے لیکچر دیئے کہ شاید دنیا میں اس کی بہت ہی کم مثال ملے گی۔ لیکن میری تقریریں اور میرے بیانات بھی کچھ نہ کہنے کے مساوی ہو گئے۔ گویا تم میں سے بعض کی وہی حالت ہو گئی کہ سواء علیهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون. دونوں باتیں تمہارے لئے برابر ہو گئیں ڈرانا بھی اور نہ ڈرانا بھی تمہارے لئے قلم بھی برابر ہو گئی۔ اور بیان بھی برابر ہو گیا قلم نے لکھا اور اتنا لکھا کہ تم نے کہہ دیا قلم نے تو اب اتنا لکھ دیا ہے کہ ہم سے پڑھا ہی نہیں جاتا اور زبان سے اتنا بیان کیا کہ تم نے کہہ دیا ہم اب کس کس بات کو یاد رکھیں ہم سے تو عمل ہی نہیں ہو سکتا۔ پس دونوں باتیں تمہارے لئے برابر ہو گئیں

یہ بڑے فکر کی بات ہے

یہ بڑے خطرہ کی بات ہے کئی ایسے ہوتے ہیں جو ایک بات سنتے ہیں اور نجات پا جاتے ہیں۔ وہ بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں اور کئی ایسے ہوتے ہیں جو بار بار سنتے ہیں اور نجات پا جاتے ہیں۔ وہ بھی خوش قسمت ہوتے ہیں مگر وہ جن کے لئے اتنا لکھا گیا جس کی حد نہیں اور جن کے لئے اتنا کہا گیا جس کی حد نہیں اور پھر بھی ان میں تبدیلی پیدا نہ ہوئی وہ خوش قسمت نہیں کہلا سکتے دوسرا لفظ میں نہیں بولتا اس لئے کہ میری زبان پر وہ گراں گزرتا ہے بہرحال ابھی وقت ہے۔ اپنے اندر تغیر پیدا کرو۔

زمانہ کے حالات بتا رہے ہیں

کہ خدا کچھ کرنا چاہتا ہے تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو تاکہ جب خدائی تقدیر ظاہر ہو تو وہ تمہارے حق میں فیصلہ کرے اگر تم اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کر لو تو دنیا تمہیں تباہ نہیں کر سکتی۔ سمندر میں تلاطم آئے گا اونچی موجیں اٹھیں گی اور لوگ سمجھیں گے کہ تم تباہ ہو گئے مگر جب طوفان میں سکون پیدا ہوگا تو دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ جائے گی کہ تم سلامتی کے ساتھ کنارے پر کھڑے ہو اور لوگ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ (الفضل ۵/۹۲ (۹

ضروری اعلان
برائے دار التبلیغ سرینگر

چونکہ احمدیہ دار التبلیغ واقع بازار مائسمہ سرینگر میں مکانیت کے مختصر ہونے کے باعث مبلغ کے قیام۔ دار المطالعہ (لائبریری) اور بغرض تبادلہ خیالات آنے والے احباب کے لئے احباب کے لئے کمرہ ملاقات کا انتظام بھی احسن طریق پر نہیں ہے۔ اس لئے سرینگر جانے والے احباب سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ دار التبلیغ میں جگہ کی قلت کے باعث مہمانوں کے لئے مسجد احمدیہ متصل ڈسٹرکٹ پولیس لائن شمار روڈ سرینگر میں انتظام کیا گیا ہے۔

امید ہے جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کشمیر اور سیاحت کی غرض سے تشریف لے جانے والے دوست اس کا خیال رکھیں گے۔ اور دار التبلیغ میں قیام کے لئے مبلغ کو مجبور نہیں کریں گے۔ اسی طرح بستر اور کھانے کا انتظام احباب کو خود کرنا ہوگا۔ مقامی جماعت یا مبلغ پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مسئلہ ختم نبوت

مسئلہ ظل و بروز کی حقیقت حقیقۃ محمدیہ کا تحقق

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۲)

ذیل کا مضمون کتاب "فتنۂ قادیانیت" شائع کردہ اہل سنت والجماعت حیدرآباد دکن کا جواب ہے — (ادارہ)

مسئلہ ظل و بروز

میں نے اوپر لکھا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی تصوف کو جو تین موضوع عطا کئے۔ ان پر غور کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ تینوں موضوع یہ ہیں۔ افاضۂ تشریعی، مقام فنافی الرسول اور مسئلہ ظل و بروز۔ ان میں سے افاضۂ تشریعی، اور اطاعت رسول دو ایسے موضوع ہیں جن سے مؤلف "فتنۂ قادیانیت" کو بھی اختلاف نہیں ہوگا۔ البتہ آپ کا نظریہ ظل و بروز ایک مابہ النزاع مسئلہ بن گیا ہے۔

ڈاکٹر اقبال کو جب جماعت احمدیہ سے اختلاف ہوا تو انہوں نے منجملہ اور باتوں کے ایک یہ بھی کہی کہ

> اس کی (مسئلہ بروز کی) تاریخی تحقیق قادیانیت کے خاتمہ کے لئے کافی ہے
> (مکتوبات ص [illegible] حصہ اول)

مگر افسوس کہ ڈاکٹر صاحب اپنی زندگی میں اس کی تاریخی تحقیق پیش نہیں کر سکے۔ محض ان کے یہ کہنے سے کہ یہ ایک عجمی تصور ہے، اس نظریے کی عظمت کم نہیں ہوتی۔ کیا عجم کے پاس کوئی روحانی دستور العمل نہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے یہ کہہ کر عجم کے تقدس پر زبردست حملہ کیا ہے۔ ان کی اصطلاح "عرب و عجم" ایک عجیب معمہ ہے کیا وہ اسلام کو کوئی عربی تحریک سمجھتے تھے جو عجم پر عرب کی سیادت قائم کرنے کے لئے جاری ہوئی؟

حقیقت محمدیہ کا تعلق

ڈاکٹر اقبال نے تو فلسفہ اور شاعری کے زعم میں مسئلہ ظل و بروز کو ایک عجمی تصور کہہ کر رد کر دیا۔ لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو ایک سرّ الٰہی قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ سنت اللہ یہ ہے کہ جس نبی کی امت کے ذریعہ دنیا میں فسق، بیدینی اور فساد پھیلتا ہے آسمان پر اس نبی کی روحانیت ان برائیوں کو دور کرنے کے لئے جوش میں آتی ہے۔ اسی قانون کے مطابق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا تین بار روحانی نزول مقدر تھا۔ پہلی مرتبہ ان کی روحانیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جوش میں آئی۔ اور حقیقت عیسویہ دنیا کے مفاسد دور کرنے کے لئے حقیقت محمدیہ سے متحد ہوئی۔ دوسرا نزول امام مہدی کے عہد میں مقدر تھا۔ اور تیسرا نزول تیسرے دور فتن کے وقت ہوگا۔ اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ:

> اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خلق میرا خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانی کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں۔ صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔
> (آئینہ کمالات ص۳۴۶)

آپ کی اس تحریر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ترسی، محبت رسول اور اعمال صالحہ کا نتیجہ جس صورت میں ظاہر ہوتا ہے اسی کو ظل و بروز کی صورت کہتے ہیں۔ یعنی ظلی طور پر وہ نبی متبوع کی روحانیت سے اتنا حصہ پاتا ہے کہ صفاتی طور پر اس نبی متبوع کے نام کا اس پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ امت محمدیہ میں سینکڑوں افراد کو یہ مقام مل چکا ہے۔ آپ نے آگے چل کر اس کی اور وضاحت فرما دی۔ فرماتے ہیں کہ

> اسلام کے صوفی جو قبروں سے فیض طلب کرنے کے عادی ہیں۔ اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ایک فوت شدہ ولی یا نبی کی روح کبھی ایک زندہ مرد خدا سے متحد ہو جاتی ہے جس کو کہتے ہیں کہ فلاں ولی موسیٰ کے قدم پر ہے اور فلاں ابراہیم کے قدم پر۔ یا محمدی المشرب اور ابراہیمی المشرب نام رکھتے ہیں۔ وہ ضرور اس دقیقہ معرفت کی طرف توجہ دیں۔
> (آئینہ کمالات ص۳۴۶)

اس اقتباس سے آپ کے نظریۂ ظل و بروز کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ یہ ایسا نظریہ ہے جس سے فرار کی کوئی صورت نہیں۔ آخر ایک انسان جب انعام یافتہ بندوں کی راہ پر چلتا ہے تو اس راہ میں جتنے "مقامات سلوک" سے گذرتا ہے اور مرشد کی روحانیت سے اس کی روح کا جتنا اتحاد و اتصال ہوتا جاتا ہے اس کی تعبیر کن الفاظ میں کی جائے گی۔ انہیں کمالات کے اظہار کے لئے یہ اصطلاحیں وضع کی گئی ہیں۔ اور اصطلاح وضع کرنے کی سبھوں کو اجازت ہے۔ لیکن ان اصطلاحوں [illegible] یہ ہے کہ وہ اس اصطلاح کی کیا تعریف کرتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اصطلاح میں ظل و بروز کی یہ تعریف کی ہے کہ جس ولی یا نبی کی روحانیت سے اس کا جتنا اتحاد ہوتا جاتا ہے اسی قدر اتحاد کے مطابق اس شخص میں ولی یا نبی کی حقیقت متحقق ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک مقام ایسا آتا ہے کہ شدت مشابہت کے باعث اس پر ولی یا نبی متبوع کے نام کا اطلاق ہوتا ہے۔

ڈاکٹر اقبال چونکہ اس کوچے کی راہ و رسم سے ناواقف ہیں اس لئے انہوں نے اس کو ایک عجمی تصور کہہ کر رد کر دیا۔ لیکن مؤلف "فتنۂ قادیانیت" کے لئے اس نظریے سے فرار کی کوئی گنجائش نہیں یہ حنفی المسلک ہیں اس سلسلہ میں بڑے بڑے نامور اولیاء و صوفیاء گذر چکے ہیں۔ یہ بھی اپنے اسلاف کی طرح انعام یافتہ بندوں کی راہ پر چلتے ہوں گے جب یہ اس راستے پر چلتے ہیں تو ان پر کوئی تجلی ظاہر ہوتی یا نہیں؟

اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو ہم یہ عرض کریں گے "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم" میں جن انعام یافتہ بندوں کا اسوہ اپنے سامنے رکھتے ہیں ان کے اس "اسوۂ حسنہ" پر چلنے کی بھی کوشش کریں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ

> کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم
> ہر قسم کی برکات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملتی ہیں۔ پس سکھانے اور سیکھنے والے دونوں مبارک ہیں۔

نبی کے نام کا اطلاق

میں نے ابھی "آئینہ کمالات اسلام" کا جو حوالہ دیا۔ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ امت محمدیہ میں سینکڑوں ایسے بزرگ گذر چکے ہیں جو روحانی طور پر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مثیل و بروز تھے۔ اور جن پر محمد و احمد کے نام کا اطلاق جائز تھا۔ آجکل پاکستان میں بھی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی احمدیت کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں مسئلہ ختم نبوت کی بحث بھی چھیڑی ہے۔ اڈیٹر الفضل نے اس کا بڑا اچھا تعاقب کیا ہے۔ اور الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بیان نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

> نبی کا اطلاق جائز تھا مگر محض ادب و اشتباہ کی خاطر انہیں اس نام سے مخاطب نہیں کیا گیا۔ اب کہ خاتم النبیین کا مفہوم بالکل واضح و متعین ہو گیا ہے۔ اور بے ادبی اور شرک فی الرسالت کا کوئی شبہ نہیں رہا۔ اللہ تعالےٰ نے ایک امتی کو نبی کے نام سے مخاطب کیا

ظہور اسلام کے بعد یہی ایک ابدی صداقت ہے جو قائم ہے اور ایک مسلمان کے لئے ناممکن ہے کہ اس سے فرار کی کوئی راہ نکالے۔ ساری بزرگیاں اور کرامات "کمالات نبوت" ہی کی شاخیں ہیں جن لوگوں نے کمالات نبوت یعنی وحی و الہام اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے انکار کیا۔ ان کے دل میں بھی "کمالات نبوت" حاصل کرنے کا شوق پوشیدہ ہے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ انہوں نے "ولایت انبیاء"، "قرب النوافل" اور قرب الفرائض کی اصطلاحوں پر زور دیا ہے۔ یہ اصطلاحیں اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ "کمالات نبوت" حاصل کرنے کا شوق انہیں بھی ہے۔ مگر انہوں نے اپنے اس شوق کو بھاری بھاری اصطلاحوں کے پردے میں ڈھانک رکھا ہے۔

درخواست دعا

میری اہلیہ کی طبیعت کچھ عرصہ سے اچھی نہیں رہتی جس کے باعث فکر رہتا ہے احباب کرام سے کامل شفایابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار عبد العظیم کتب فروش [illegible] قادیان

مظفر پور (بہار) میں پیشوایان مذاہب کا کامیاب جلسہ

مختلف مذاہب کے مقررین کی پُرلطف تقاریر

مظفر پور ۲۹ اپریل پونے چھ بجے شام محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب کی کوٹھی پر جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد ہوا جس میں ہندو، سکھ، مسلمان معززین شہر نے شرکت فرمائی۔

جلسہ کی کارروائی شری دوارکا ناتھ کپور ایڈووکیٹ مظفر پور کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی۔ وید اشلوک سوامی رام منوہر لال اچاری نے اور گرنتھ صاحب کے شبد گیانی مالک سنگھ صاحب نے علی الترتیب پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں خاکسار نے

جلسہ کی غرض و غایت

بتائی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات پیش کر کے بتایا کہ قومی اتحاد کا اس چیز سے نہایت گہرا تعلق ہے کہ ہم تمام مذہبی پیشوایان کا نام اسی طرح عزت و احترام سے لیں۔ جس طرح ہم اپنے نبیوں، رسولوں اور رشیوں یا اوتاروں کا نام لیتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ہر قوم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وقتاً فوقتاً انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے ہیں جو اپنے اپنے ملک و علاقہ میں ایسی پاک تعلیم پیش کرتے رہے ہیں۔ جس کے ذریعہ سے ہی نوع انسان کے اخلاق و کردار میں ایک عظیم بلندی اور حقیقی معنوں میں انسانیت پیدا ہوتی رہی ہے۔

اس زمانہ کے مامور بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے موجودہ پُرخطر حالات میں اس بات کو بڑے زور کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ قرآن کریم کے اس پاک اصول کو شرح صدر سے تسلیم کر لیا جائے کہ ہر قوم میں خدا تعالیٰ کے نبی اور روحانی رہنما آتے رہے ہیں۔ اور ان سب انبیاء کا جو کسی بھی ملک و علاقہ میں ظاہر ہوئے ہیں صمیم قلب سے احترام کرنا چاہیئے۔ قومی اتحاد اور نیشنل انٹیگریشن کا یہ زریں اصول ہے۔ جو آج سے ستر سال قبل حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اسی اصول کی یاد میں آج ایک ہی سٹیج پر سے مختلف مذاہب کے پیرو دمنظرین

کرام پیشوایان مذاہب کی سوانح حیات اور تعلیم پر روشنی ڈالیں گے۔ آخر میں خاکسار نے مقررین کرام کا حاضرین سے مختصر تعارف کرایا۔

پہلی تقریر سوامی رام منوہر لال اچاری کی تھی۔ آپ نے

حضرت کرشن علیہ السلام کے حالات زندگی

اور تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ گیتا میں لکھا ہے کہ جوگی وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے سکھ کو اپنا سکھ اور دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھے۔ اور بتایا کہ ذات پات کچھ چیز نہیں اصل چیز عمل ہے۔ اور عمل وہ مقبول ہوتا ہے جو بھگوان کے حکم کے مطابق ہو۔ اگر ایک انسان پرماتما کا حکم مان کر دوسروں سے اچھا برتاؤ کرتا ہے تو یہی اس کی عبادت اور تپسیہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حیوانات میں سے انسان کو ایک خاص امتیاز دیا گیا ہے اور وہ امتیاز یہ ہے کہ اسے قوت فکر دی گئی ہے۔ اس لئے جب کبھی انسانیت سے نیچے گر جاتا ہے۔ جانوروں اور درندوں جیسی زندگی بسر کرنے لگتا ہے۔ تو ایسے وقت میں پھر خدا کا اوتار آتا ہے۔ آپ نے وید اور گیتا کے اشلوک پڑھ پڑھ کر اپنی تقریر کی وضاحت فرمائی۔

دوسری تقریر ایک نوجوان مقرر سردار اوتار سنگھ صاحب کی تھی آپ نے

حضرت گورو نانک علیہ الرحمۃ کی تعلیم

اور سوانح حیات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ تمام پیروان مذاہب نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہر دل میں خدا تعالیٰ کو پانے کی ایک شدید خواہش اور تڑپ پائی جاتی ہے۔ گورو نانک نے بھی ہمیں ایک خدا کی پرستش کی تعلیم دی ہے۔ اور بتایا ہے کہ ہم سب خدا تعالیٰ کا کنبہ ہیں۔ لہذا ہم سب ایک ہی کنبہ کے افراد ہیں جنہیں باہمی صلح اور آشتی سے رہنا چاہیئے اور سب دھرموں کی سچائیوں پر یقین کرتے اس کا عملی ثبوت دینا چاہیئے۔ آپ نے بعض واقعات اور گرنتھ صاحب کے شبد پیش کر کے اپنی تقریر کی وضاحت فرمائی۔ بعدہٗ محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ نے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ

پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے آغاز تقریر میں فرمایا کہ اس وقت پنڈت نہرو جی سیاسی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بڑی شدت سے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ باوجود شدید کوشش اور جدوجہد کے کچھ آگے بڑھ کر ہمیں پریشان کن حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کا امتیازی حصہ یہ ہے کہ اس وقت ہمیں اپنے ملک میں انسان بنانے کی زیادہ ضرورت ہے۔ آج ہم انگریزوں کو بُرا بھلا کہہ کر اپنی کمزوری کو چھپا نہیں سکتے۔ کیونکہ ہم آزاد ہیں ایک غلطی ہم سے یہ ہوئی کہ ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ نہ پسند نہ کیا یا ہمارا ایک دوسرے پر سے اعتماد اُٹھ گیا اور ہم اعتماد پیدا کرنے میں ناکام رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک عظیم ملک کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ ملک میں کئی قسم کے فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان حالات پر غور کر کے ہمیں ان گہری باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے جن سے دنیا بنتی اور بگڑتی ہے۔ یعنی اخلاق اور کیریکٹر، بلاشبہ اخلاق اور کیریکٹر بنانے کا کارخانہ مذہب ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں مذہب کے نام پر ہندوؤں مسلمانوں اور سکھوں نے جو بُرا نمونہ دکھایا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جس کے نتیجہ میں کمیونزم نے برملا طور پر کہا کہ اگر مذہب یہ زندگی دکھاتا ہے تو اس کا ناش کر دو اسے ختم کر دو۔ یہ اس لئے ہوا کہ مذہبی لوگ مذہب کی اصل روح سے دور جا پڑے اور انسان کو حقیقی معنوں میں انسان بنانے کے اصل کام سے توجہ ہٹا کر جھگڑے اور فساد کا ذریعہ مذہب کو سمجھ لیا گیا۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر اٹل ہے کہ آدمی اور انسان بنانے کا کارخانہ مذہب ہی ہے۔ اور آج بھاکرہ ننگل پراجیکٹ کی اہمیت کے باوجود ہمیں انسان اور آدمی بنانے کی زیادہ ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہرچند کہ تمام انبیاء اور اوتار علماء نے قومی اتحاد کی تعلیم دی ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً پہلی مرتبہ بین الاقوامی خطوط پر ایک عظیم الشان نظریۂ اتحاد بیان فرمایا ہے۔ "ولکل قوم ھاد" یعنی ہر قوم میں ہادی اور رہنما مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اور دور حاضرہ میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بڑے زور کے ساتھ اس نظریہ کو لوگوں کے سامنے پیش فرمایا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ گاندھی جی نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی نمایاں کوشش کی ہے لیکن وہ ہمارے ہی ہاتھوں مارے گئے۔

پس قومی اتحاد اور نیشنل انٹیگریشن اسی وقت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو سکتا ہے جبکہ اس صداقت کا کھلے بندوں ہم ہندو ہوں یا مسلمان سکھ ہوں یا عیسائی اقرار کر لیں کہ ہر قوم و ملک میں خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی اور رہنما مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ قبول کر لینے کے بعد ہم مذہبی سچائیوں میں مثبت رنگ میں غور کرنے کے قابل ہو جائیں گے اور اختلاف مذاہب مابہ النزاع ثابت ہونے کی بجائے وجہ اتحاد ثابت ہوگا۔

محض ارتھک طور پر اس مسئلہ کو حل کرنے کی صورت میں یہ دشواری پیش آتی ہے کہ انسانی حرص و ہوا کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ کیونکہ جس قدر انسان آرام و آسائش کے سامان میسر آ جاتے ہیں اسی نسبت سے اس کے ہوا و ہوس کے جذبات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے قرآن کریم کی بعض آیات کی لطیف تشریح بیان فرمائی اور بتایا کہ تزکیہ نفس اور کتاب نکات حکمت سکھانا یہ خدا تعالیٰ کے نبی کا کام ہے۔

آپ نے بتایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر دو ہی بنیادی اصول دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اول وحدانیت دوم ایک عظیم انسانی برادری۔ اور ہندوستان میں وحدانیت کی تعلیم دینے والی تین عظیم شخصیتیں نمایاں ہیں۔ حضرت کرشن، حضرت گورو نانک اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہم السلام۔

آپ کی پُرمعارف تقریر نہایت انہماک و توجہ سے سُنی گئی۔

ازاں بعد خاکسار نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ

پر تقریر کی جس میں مسئلہ توحید، شفقت علیٰ خلق اللہ، جذبہ ترحم اور صبر و تحمل، نیز

سونگھڑہ میں مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ کی تقاریر

بتوسط جناب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

۲۸ مارچ ۱۹۶۲ء بروز بدھ بعد نماز مغرب ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت سید مبشر الدین احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ محلہ دعوان بساہی کی مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مولوی سید مبشر الدین احمد صاحب نے کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "وہ پیشوا ہمارا ..." سید عظیم خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ نے پڑھ کر سنائی۔ پہلی تقریر مولوی محمد ادریس خان صاحب فاضل دیوبند نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت و اخلاق فاضلہ پر فرمائی۔ دوسری تقریر مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ نے سیرت غیبیہ پر نشر فرمائی۔ آخر میں صدر صاحب نے غیر احمدی احباب کا شکریہ ادا کیا۔ کثرت سے دوست جلسہ میں شریک ہوئے تھے۔ سامعین اچھا اثر لے کر گئے۔ مولانا بشیر احمد صاحب نے دعا کرائی۔ رات گیارہ بجے جلسہ برخواست ہوا۔

۲۹ مارچ ۱۹۶۲ء صبح دس بجے اکرام رسول ہائی اسکول میں شری سوگھتا بانہ صاحب اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر صاحب کی زیر صدارت ایک اجلاس اسکول کے ہال میں شروع ہوا۔ اسکول کے ماسٹرز و طلباء حاضر تھے۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد جلسہ کی غرض و غایت مولوی سید غلام ہادی صاحب نے اڑیہ زبان میں بیان کی۔ بعد ازاں مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے ہستی باری تعالےٰ کے موضوع پر ہندی زبان میں تقریر فرمائی۔ گیتا اور قرآن کریم سے بڑی عمدہ طرز پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صدر صاحب نے مولانا صاحب کی تائید فرمائی۔ دن گیارہ بجے جلسہ ختم ہوا۔

۳۰ مارچ ۱۹۶۲ء مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ جمعہ دیا۔ بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ کوسمبی میں یوم مسیح موعود منایا گیا جو زیر صدارت مولانا بشیر احمد صاحب فاضل شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی محمد محسن صاحب معلم وقف جدید کٹک نے کی۔ دوسری تقریر مولوی سید محمد موسےٰ صاحب مبلغ کیرنگ نے فرمائی۔ آخر میں صدر صاحب نے تقریر فرمائی۔ کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ رات کو محلہ معین الدین اور بیگان سید ریاض الدین صاحب کے ہاں قیام کئے۔ ۳۱ مارچ کو مولانا کیندرہ پاڑہ کے لئے روانہ [illegible]

مظفر پور میں پیشوایان مذاہب کا جلسہ

(بقیہ صفحہ ۷)

اتحاد بین الاقوام والمذاہب کی پاکیزہ تعلیم حضور کی تحریرات اور بعض عملی واقعات کی روشنی میں پیش کی اور بعض مثالوں کے ذریعہ سے مذہب کا صحیح رنگ میں مطالعہ کرنے کی تحریک کی۔

صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ میری زندگی میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک سٹیج پر سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے اپنے مذہب کی ترجمانی کرتے ہوئے تقریریں کی ہیں۔ جناب پیشوایان مذاہب اچھے لوگ تھے۔ لیکن بعد میں جو لوگ مذہب کے ٹھیکیدار بن گئے وہ فتنہ و فساد کو ہوا دیتے رہے اور ظلم کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے تھے۔ آج ہم زندگی کے اس موڑ پر پہنچ گئے ہیں کہ سب کچھ ہوتے ہوئے ہمارے دلوں میں اطمینان نہیں ہے۔ انسانی دل پریشان ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں کسی نہ کسی مذہب پر یقین کر کے اس کی اچھی باتوں پر عمل کرنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا کہ محترم ڈاکٹر صاحب کی باتوں کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا ہے۔

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے لٹریچر کی نمائش بھی کی گئی۔ اور لٹریچر تقسیم بھی کیا گیا۔ یہ لٹریچر جو جماعت احمدیہ کی مبلغ کی تعلیم [illegible] پر مشتمل تھا۔ اردو، ہندی، انگریزی، گورمکھی، بنگالی زبانوں میں تھا۔ بالآخر محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب اور محترم سید داؤد احمد صاحب کی طرف سے حاضرین کی ناشتہ اور چائے سے تواضع کی گئی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مظفر پور

کیرالہ کے وزیر صنعت و جسٹس کی خدمت میں ترجمہ قرآن کریم و دیگر اسلامی کتب کی پیشکش

کالیکٹ میونسپل کونسل کے زیر اہتمام حسب دستور اس سال بھی ایک تعلیمی و صنعتی نمائش کا افتتاح مورخہ ۸ اپریل ۱۹۶۲ء کیا گیا۔ اس نمائش میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے آئے صنعت کاروں نے اپنا اپنا سٹال کھولا تھا۔ اور ہر روز ہزاروں کی تعداد میں شائقین اس نمائش کو دیکھنے کے لئے آتے۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت احمدیہ [illegible] ایک خوبصورت اور جاذب نظر سٹال کھولا۔ جس میں جماعت احمدیہ کی مختلف کتابیں جو کہ مختلف زبانوں میں شائع ہوئی تھیں فروخت کے لئے رکھی گئیں اور اس سٹال کا نام Book Centre Ahamadyya International رکھا اور مختلف تصاویر اور تبلیغی چارٹوں سے اس کو مزین کیا گیا۔

روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں آ کر لوگ کتابیں خریدتے اور جماعت احمدیہ کے بارے میں استفسارات کرتے رہتے ہیں۔

خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ سٹال تبلیغ اسلام کے لئے نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ اس نمائش کا افتتاح کرنے والے آنریبل جسٹس ٹی۔ کے جوزف، افتتاحی تقریب کے بعد ہمارے سٹال میں تشریف لائے۔ اس وقت محترم مولانا عبد اللہ صاحب فاضل مبلغ کیرالہ نے ان کی خدمت میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور دیگر احمدیہ کتب پیش کیں۔ جن کو موصوف نے بخوشی قبول کیا۔ اور مطالعہ کرنے کا وعدہ کیا۔

ایک مرتبہ پر حکومت کیرالہ کے وزیر صنعت کے۔ اے۔ دامودر مینن جب ہمارے سٹال میں تشریف لائے۔ تو ان کی خدمت میں بھی اسلامی اصول کی فلاسفی اور "Where did Jesus die" کے ملیالم تراجم اور دیگر اسلامی کتب پیش کی گئیں۔

اسی طرح کیرالہ کا میر الامتا [illegible] روزنامہ [illegible] ایڈیٹر کے پی کیشو مینن اور [illegible] دیشوم کمیرن اور دیگر معززین حضرات سٹال میں تشریف [illegible] ت میں بھی اسلامی کتب پیش کی گئیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کے بہترین نتائج پیدا کرے اور جماعت احمدیہ کالیکٹ کی ان کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار محمد عمر مالاباری قادیان

قادیان میں عید الاضحی کی تقریب

(بقیہ صفحہ ۲)

کی درگاہ میں جھکا دینے کا باعث ہے، اگر ایک انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور کرے تو اس کے لئے قدم قدم پر بے انتہا شکر کے مواقع نظر آتے ہیں۔ آج سائنس نے بڑی ترقی کر لی مگر خدا تعالیٰ نے سورہ رحمٰن میں فرمایا کہ اے لوگو باوجود اسقدر ترقی کے ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان یعنی تم جہاں بھی جاؤ گے اور جو ترقی بھی تم کرو گے اس کے پیچھے خدا تعالیٰ کی وسیع قدرتیں اور اس کے عظیم احسانات اس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

خطبہ کے آخر میں آپ نے فرمایا۔ باوجودیکہ دنیا پر خدا تعالیٰ کے احسانات بے انتہا ہیں آج دنیا خدا سے دور جا پڑی ہے لیکن وقت آگیا ہے آؤ ہم سب مل کر پھر اس کو خدا کے آستانہ پر جھکا دیں۔ وقت آتا ہے کہ ساری دنیا اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھے گی مگر گوشتہ گروہ کا اشاعت دین کا عہد [illegible] اسلام علیہ [illegible] ثانی غلبہ اگر آنیوالی نسلوں کے ہاتھوں قائم ہوا بیشک بات اس کیلئے بڑی ہی قابل مسرت ہے۔ لیکن ہماری خوشی تو اسی میں ہے کہ ہمارے زمانہ میں ہی اس غلبہ کا کچھ حصہ پورا ہو جائے پس آؤ ہم سب ان دنوں کو قریب لانے کیلئے اپنی قربانیوں کے معیار کو بلند کریں اور اس رفتار کو تیز تر کر دیں جس سے منزل جلد قریب آجائے اور ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ جذب کرنے کا موجب بنیں۔

خطبہ کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک لمبی پرسوز دعا کرائی۔ جس میں [illegible] اسلام و احمدیت کے روحانی غلبہ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ کی کامل شفایابی اور مبلغین کرام کی میدانوں میں کامیابی وغیرہ امور کے لئے بارگاہ رب العزت میں پرنم آنکھوں سے مضطربانہ قبولیت کی درخواست کی۔ بعد اختتام نماز و خطبہ احباب باہم بغلگیر ہوئے اور عید مبارک کا ہدیہ پیش کیا۔ مقامی طور پر عید کے روز کل ۳۴ قربانیاں ذبح کی گئیں۔ جن میں سے ۵ مقامی [illegible] احباب کی طرف سے تیس جگہ ۲۹ بیرونجات کے احباب کی طرف سے امارت مقامی کے زیر انتظام قربانیوں کے ذبح کا انتظام کیا گیا۔ اور بیرونجات [illegible] تک تمام گوشت کا [illegible] مہیا کیا گیا [illegible]

دیگر مختلف مقامات میں پیشوایانِ مذاہب کے کامیاب جلسے

(مرسلہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حیدرآباد دکن

مکرم خواجہ عبدالحمید انصاری قائد مجلس خدام الاحمدیہ تحریر کرتے ہیں کہ حیدرآباد میں احمدیہ جوبلی ہال میں مورخہ ۲۲ راپریل کو جلسہ پیشوایانِ مذاہب زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ایس سی نے فرمائی اور نظم مکرم محمد منصور احمد صاحب نے پڑھی۔ ہال احباب سے پوری طرح بھرا ہوا تھا۔

مکرم مولوی بشیر الدین صاحب فاضل نے حضور صلعم کے احسانات غلاموں پر کے عنوان پر قرآن مجید، احادیث اور تاریخ کی روشنی میں باوضاحت بیان کیا۔ کہ عرب جاہلیت کیوجہ سے غلاموں پر انتہائی ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کرتے تھے حضور علیہ السلام نے اس ظلم و ستم اور استبداد کا خاتمہ کرکے ان کے لئے ایک خوشگوار فضا۔ اعلیٰ درجہ کے اخلاق سے مزین ضابطۂ حیات کی تشکیل دی۔ جو اُلفت و محبت کے رشتوں میں بے نظیر اور بے مثل ہے۔

دوسری تقریر بعنوان "شری رام چندر جی کی زندگی کے حالات" شری پی۔ این چوبے صاحب ایڈووکیٹ نے فرمائی اور دلچسپ انداز میں ان کے حالاتِ زندگی بیان فرمائے۔

تیسری تقریر مکرم حکیم محمد عبدالصمد صاحب فاضل نے فرمائی جس کا عنوان "سیرۃ آنحضرت صلعم" تھا۔ فاضل مقرر نے آیت کریمہ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً ...الخ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ حضور صلعم کا ایک کام لوگوں کا پاک کرنا یعنے سماجی زندگی کے ڈھنگ سکھانا بھی تھا۔ آپ نے بڑی وضاحت سے اس موضوع پر روشنی ڈالی

چوتھی تقریر گورو چرن سنگھ صاحب نے حضرت بابا نانکؒ کے حالات زندگی پر فرمائی۔ اور گرنتھ صاحب کے حوالہ سے بتایا کہ بابا صاحب خدا تعالےٰ کی طرف سے مخلوق کے لئے محبت کا پیغام لے کر آئے تھے۔ انہوں نے ایک اونکار (ایک خدا) کا نعرہ بلند کیا اور اسی پیغام کو لے کر مختلف ملکوں میں گھومتے رہے۔

پانچویں تقریر "مذہب و انسانیت" کے عنوان پر شری شہریار کاڈکر جی نے فرمائی انہوں نے اس جلسہ کے انعقاد کو ایک مبارک اقدام کہتے ہوئے فرمایا کہ مذہب کے بغیر انسانیت آگے بڑھ نہیں سکتی۔ راہیں مختلف ہیں لیکن منزل ایک ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے زرتشت کے حالات اور ان مذہب کی مختصر سی تاریخ بیان فرمائی

چھٹی تقریر جناب کیشو راؤ صاحب احمد پور کر ایڈووکیٹ نے فرمائی۔ جن کی تقریر کا عنوان تھا "شری کرشن جی کی زندگی کے تاثرات ہماری سیاسی اور سماجی زندگی پر" انہوں نے حضرت کرشن جی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

ساتویں تقریر مکرم مولوی مبارک علی صاحب انچارج تبلیغ علاقہ آندھرا نے بعنوان "مذاہب کا اختلافی مسئلہ" فرمائی اور بتایا کہ جیسا کہ عام طور پر لوگوں کا خیال ہے جو درست نہیں ہے۔ کیونکہ مذہب جہالت اور فساد برپا کرنے کا موجب کبھی نہیں بنتا۔ بلکہ مذہب تو انسان کو خدا تعالےٰ سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ اور ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کی آیت کریمہ کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان بلکہ ساری دنیا میں امن قرآنی تعلیم کو اپنا لینے میں مضمر ہے۔

آٹھویں تقریر جناب ولسن صاحب نے بعنوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائی۔ اور اپنے عقائد پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد صاحب صدر نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ابتدائے آفرینش ہی سے اقوام عالم میں انبیاء کی بعثت اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالےٰ نے انسانیت کو گمراہی سے بچاتا رہا۔ آپ نے آیت ولکل قوم ھاد سے ثابت فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر قوم میں رشی منی اوتار اور پیغمبروں کا سلسلہ جاری فرمایا اور اعلیٰ روحانیت کا ثبوت دیا ہے چنانچہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو کامل شریعت کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ آپ نے آکر بھی تمام انبیاء کو پاکباز ٹھیرایا۔ اسی طرح اس زمانہ میں مسیح موعودؑ کا مبعوث ہونا قرآنی شریعت و تعلیمات کی تجدید کا باعث بنا۔ اور آپ نے تمام مذاہب کو ایک سٹیج پر جمع کرکے ایک دوسرے کے مذہب اور مذہبی پیشواؤں پر ناروا حملے کرنے کو قابل مذمت قرار دیا۔ اور جملہ بانیان مذاہب کا احترام دلوں میں قائم کیا۔

اس کے بعد سامعین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

لکھنؤ

مکرم مولوی منظور احمد صاحب مبلغ لکھنؤ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۹ راپریل ۶۲ء بروز اتوار بعد نماز عشاء جلسہ پیشوایانِ مذاہب منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب ڈی۔ ایس۔ سی پروفیسر علیگڑھ یونیورسٹی جو ان دنوں رخصت پر لکھنؤ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت بابا نانکؒ علیہ الرحمۃ کی سوانح حیات پر بڑے اچھے انداز سے روشنی ڈالی۔ ان کی تقریر کے بعد خاکسار نے انبیاء کرام کی تعلیمات اور انکے پیرو جیسوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود السلام کی تعلیمات معجزات اور سیرت پر روشنی ڈالی۔ تقاریر کے بعض دوستوں کے سوالات کا بھی تسلی بخش جواب دیا گیا۔ اور بعد دعا رات کو گیارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔

بھرت پور مغربی بنگال

مکرم مولوی عبدالمطلب صاحب مبلغ بھرت پور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۲۹ راپریل بروز اتوار جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا گیا۔ یہ جلسہ کانڈی شہر کے ایک مشہور اور معزز ہندو دوست سری جگت پتی بینگ ویسٹ بنگال مختار بار ایسوسی ایشن کے سبھاپتی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد خاکسار نے جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کی۔ اور پھر سیرت و سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مولوی محمد علی صاحب نے بڑی خوبی اور عمدگی سے روشنی ڈالی۔ پھر پادری منور بخش صاحب منڈل ابرام پور مشن ہاؤس نے سیرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تقریر کی اس کے بعد خوندکار محمد سلیم صاحب قادری مختار کانڈی نے اسلامی تعلیمات کے موضوع پر بڑے عمدہ رنگ میں روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مہاراج سری کرشن اور گوتم بدھ کی سوانح و سیرت پر بدھی بھوشن سنگ بی۔ اے ٹیچر کانڈی ہائی سکول نے تقریر فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح و سیرت پر خاکسار (عبدالمطلب) نے تقریر کی۔ اور آپ کی اعلیٰ امن پسند تعلیم پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد الحاج منشی شمس الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ کلکتہ نے تقریر فرمائی۔ اور تمام بانیان مذاہب کے مختصر حالات بیان کئے۔ اور بتایا کہ اگر ہندوستان میں بسنے والی اقوام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اصول کو اپنا لیں کہ تمام پیشوایانِ مذاہب سچے تھے اور ہر ایک کو دوسرے مذاہب کے بانیوں کی عزت و احترام کرنا چاہیئے۔ تو دنیا میں جلد ہی امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اور جماعت احمدیہ کے اس زریں اصول کو جملہ پیشوایان مذاہب کا احترام کرنا چاہیئے۔ اس کو بہت سراہا۔ اور بتایا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جماعت احمدیہ نے ہمیں ایک سٹیج سے تمام بانیان مذاہب کی تعلیمات پیش کرنے اور ان کی توصیف بیان کرنے کا موقعہ دیا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ اس تعلیم پر عمل کرنے سے فتنہ و فساد دور ہو سکتا ہے۔ جلسہ کے اختتام پر خاکسار نے (عبدالمطلب) نے جماعت کی طرف سے صدر صاحب۔ حاضرین مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ اور بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

درخواستہائے دعا

۱۔ حیدرآباد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب برادر سیٹھ محمد اعظم صاحب پر مورخہ ۲۶ ۴/۶۲ کو اچانک دل کا حملہ ہوا کچھ عرصہ۔ کچھ طبیعت سنبھل گئی۔ مگر پھر رات کو دوبارہ پہلے سے بڑھ کر حملہ ہوا۔ جس کی وجہ سے بے چینی بڑھتی جارہی ہے۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ آجکل بعض کاروباری مشکلات بھی ان کو درپیش ہیں۔ ان کے بیمار ہونے سے سارے خاندان کو پریشانی ہے احباب خصوصیت سے دعا فرمائیں۔
خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۲۔ مکرم مولوی محمد حنیف صاحب وکیل پونچھ کچھ عرصہ سے گردوں کی بیماری سے سخت علیل ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت ہی نحیف اور کمزور ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت ان مخلص بھائی کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرماویں۔
(ایڈیٹر)

۳۔ خاکسار کا بھائی حبیب اللہ عرصہ دراز سے اپنے کانوں کا علاج کروا تا رہا ہے۔ مگر کسی بھی علاج نے اس کے کانوں کے بوجھ کو فائدہ نہیں دیا۔ تمام احباب جماعت سے التجا ہے کہ وہ عزیز حبیب اللہ کی سماعت کشائی کے لئے دعا فرماویں۔ نیز خاکسار نے ایف۔ اے کا امتحان دیا ہوا ہے کامیابی کیلئے احباب جماعت سے درد مندانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ولی محمد ڈار ساکن سند جاری (کشمیر)

روس کی سیر

(از مکرم سید داؤد احمد صاحب پرنٹر و پرائیٹر، مارشیڈ بک ہال کلیانی مظفر پور بہار)

(۲)

میں اپنے کمرے میں پہنچا۔ بہت ہی خوبصورت اور بڑا کمرہ تھا۔ بستر اور پلنگ بہت آرام دہ کمبل، تکیے وغیرہ سب سلیقے سے رکھے ہوئے۔ ایک طرف فون اور بیڈ لائٹ بھی رکھا ہوا تھا۔ ٹیبل پر خوبصورت جگ میں پانی بھی تھا۔ واشنگ ٹول کے قریب تولیہ، صابن وغیرہ بھی قرینے سے رکھے ہوئے تھے۔ ریڈیو سے موسیقی ہو رہی تھی۔ زمین پر بچھے ہوئے سُرخ قالین نے کمرے کو اور بھی حسین بنا دیا تھا میں نے ریڈیو بند کیا اور بستر پر دراز ہو گیا۔ خوب گہری نیند آئی۔ کمرہ گرم تھا۔ فون کی آواز نے صبح آٹھ بجے جگا دیا۔ مسٹر اصغر علی سے فون پر ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے کہا نو بجے ڈائنگ ہال میں پہنچ جائیں۔ نل کھولا تو ایک سے گرم اور ایک سے ٹھنڈا پانی آ رہا تھا۔ تیار ہو کر لفٹ کے پاس آیا۔ میں چوتھی منزل پر تھا۔ بٹن دبایا۔ لفٹ کو ایک خاتون لے کر چوتھی منزل پر آئیں۔ میں نے اپنے کمرے کی چابی چوتھی منزل کی نگران خاتون کے سپرد کی اور لفٹ کے ذریعہ گراؤنڈ فلور پر آ گیا۔ اور ڈائننگ ہال میں داخل ہوا۔ اصغر علی کے پاس ایک کرسی خالی تھی۔ میں وہیں بیٹھ گیا۔ میرے ٹیبل پر ایک پلیٹ میں ابلے ہوئے انڈے رکھے ہوئے تھے۔ ٹوسٹ، مکھن، پنیر، پھل، دہی، دودھ، بسکٹ، شہد، جیلی ہر چیز کھانے کو موجود تھی۔ اس ٹیبل پر ہم لوگ صرف پانچ آدمی تھے۔ دو مدراسی مسلمان، ایک مدراسی ہندو، میں اور اصغر علی۔ کچھ دیر کے بعد مدراسیوں نے ایک ڈبہ کھولا۔ اس میں سے آم اور مرچ کے کھٹے میٹھے اچار نکالے۔ ٹوسٹ کے بیچ میں آم اور مرچ کے اچار کو رکھ کر مدراسی سینڈوچ بنایا اور مزے لے لے کر کھانے لگے۔ میں نے کہا یہ کیا مذاق ہے۔ اُنہوں نے ہنستے ہوئے کہا "کھٹا اور تیتے کے بغیر حلق سے نوالہ نہیں اُترتا۔" یہ کہہ کر اُنہوں نے میری طرف بھی مدراسی سینڈوچ بڑھا دیا۔ میں بھی مزے لے لے کر کھانے لگا۔ لیکن یہ اس ملک میں اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا لیکن ہمارے مدراسی بھائی عادت سے مجبور تھے۔ مسٹر مائیکل ڈائننگ ہال میں موجود تھے۔ اُنہوں نے کہا دوپہر کا کھانا ایک بجے ہوگا۔ اُنہوں نے ایک خاتون سے ہم لوگوں کا تعارف کرایا۔ آپ بھی بہت اچھی انگریزی بول لیتی تھیں۔ مس تاشنہ نے اعلان کیا کہ ہم لوگ دو بجے دوپہر کو ماسکو کی سیر کے لئے نکلیں گے۔ صبح کے دس بج رہے تھے۔ میں ہوٹل کا معائنہ کرنے نکلا۔ ہوٹل کی عمارت پانچ منزلہ تھی۔ گراؤنڈ فلور پر بیورو، ڈائننگ ہال اور دیگر دفاتر تھے۔ میں سروس بیورو میں داخل ہوا۔ ہر ٹیبل پر ایک خاتون نظر آئیں۔ سب کی سب اپنے اپنے کام میں مشغول تھیں سب کی سب حسین و جمیل۔ تاشقند کا حسن بھی شرما رہا تھا۔ ایک خاتون میری طرف مخاطب ہوئیں: "آپ کی میں کیا مدد کر سکتی ہوں۔" میں نے پوچھا قریب میں کوئی پوسٹ آفس ہے۔ خاتون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی ہوٹل کی دوسری منزل پر۔ مجھے بہت تعجب ہوا کہ ہوٹل ہے یا ایک عظیم شہر۔ وہاں سے باہر نکلا تو ہوٹل ہی کے ایک بک اسٹال پر چلا گیا مختلف اخبار اور میگزین دیکھتا رہا۔ وہاں کے اخبارات پھیکے اور غیر دلچسپ ہوتے ہیں۔ پھر میں ایک سجی سجائی دکان میں داخل ہوا۔ ڈائننگ روم اور ڈائننگ ہال کو سجانے کے لئے بہت ساری چیزیں دیکھیں۔ لیکن بہت گراں۔ وہاں سے میں لفٹ کے پاس آیا۔ بٹن دبایا۔ اوپر سے لفٹ کو لے کر ایک خاتون نیچے آئیں۔ میں لفٹ میں داخل ہوا۔ اپنی دو اُنگلیوں کو اُٹھا کر بتایا کہ میں دوسری منزل پر جانا چاہتا ہوں۔ زبان سے واقف نہ ہو تو اشاروں سے بہت سارے کام نکل جاتے ہیں۔ لفٹ آٹومیٹک تھا۔ جس منزل پر جانا ہو اس کا بٹن دبا دیا۔ میں دوسری منزل پر اُتر گیا۔ دوسری منزل کی نگران خاتون سے پوچھا کہ ٹکٹ اور پوسٹ آفس کس طرف ہے۔ اُن کے بتائے ہوئے راستہ پر روانہ ہو گیا۔ اسی منزل پر بینک بھی تھا۔ میں بینک گیا۔ کاؤنٹر پر ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے تاشقند والا فارم دکھایا اور ۵۰ روپے بڑھا دیئے۔ اور اُس خاتون نے مجھے ۵/۱۰ روبل دیئے۔ اب شرح تبادلہ بدل گئی ہے (۱ روبل = ۵ روپے ۶۲-۱۹۶۱) میں وہاں سے پوسٹ آفس آیا۔ چند تصویری کارڈ خریدے۔ ایک روبل ۵۰ کوپٹ کا ٹکٹ ایک کارڈ پر لگتا ہے یہ صرف ہندوستان کے لئے ہے۔ وہیں ہمارے ایک ساتھی مسٹر پی۔ ایل چیری مار سے ملاقات ہوئی۔ دارجیلنگ میں آپ کے چائے کے باغات ہیں۔ کلکتہ کے قریب جوٹ مل ہے اور بہت ساری انڈسٹری کے مالک ہیں۔ اُنہوں نے بھی چند تصویری کارڈ خریدے۔ کاؤنٹر کی خاتون نے اُنہیں چینج واپس کیا۔ اُنہوں نے ہندوستانی قاعدے سے اُسے گننا شروع کیا۔ اُن کی اس حرکت کو دیکھ کر کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی خاتون اور اُن کی چند ساتھیاں مسکرانے لگیں۔ میں نے چیری مار سے کہا "بھئی ہم لوگ ماسکو میں ہیں۔ یہاں حساب کتاب میں غلطی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو تمہیں دیکھ کر حسینائیں مسکرا رہی ہیں۔" اُنہوں نے نظر اُٹھا کر دیکھا اور ساری کہہ کر چینج کو اپنے پرس میں رکھ لیا۔ میں نے ایک خط مظفر پور، ایک حیدر آباد، ایک پٹنہ اور ایک اپنے محترم نانا جان مولوی سید زیارت حسین صاحب کو لکھا۔ اسی وقت خیال آیا کہ کاش میرے دادا جان سید امارت حسین صاحب زندہ ہوتے تو میں اُن کو بھی خط لکھتا۔ ان دونوں بزرگوں نے مسیح موعود کے صحابی بننے کا شرف حاصل کیا۔ اور انہی بزرگوں کی دعاؤں کی طفیل میں روس کی سیر کر رہا تھا۔ ہمارے خاندان کو جو بھی ترقی حاصل ہوئی ہے وہ انہیں بزرگوں کی نار یک راتوں میں کی ہوئی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ آئندہ کی ترقی بھی انہی دعاؤں کا نتیجہ ہوگا۔ کاش! کہ ہم لوگ ان ستونوں کی قدر کرنا سیکھیں جس دل میں خلوص، محبت اور ہمدردی کا شدید جذبہ ہو، جس دل میں اللہ کی روحانی اور دنیاوی ترقی کا جوش اور درد ہو، وہی عظیم اور قابلِ قدر انسان ہوتے ہیں۔ ورنہ باقی بھیڑ ہے اور رحم کے مستحق، انہی خیالوں میں کھویا کھویا میں دوسری تیسری، چوتھی اور پانچویں منزل کی سیر کرتا رہا۔ ضروریات کی ہر چیز وہاں مل سکتی تھی۔ ایک بجے میں ڈائننگ ہال پہونچ گیا۔ موسیقی ہو رہی تھی۔ ہمارے ساتھی موسیقی کی لطیف لہروں میں محو اور گرد کی فضا سے بیگانہ کھانے کا انتظار کر رہے تھے گویا موسیقی کی دھن پر "لنچ"۔ بہت ہی لطیف اور لذیذ کھانا تھا۔ کھانے سے فارغ ہوا۔

کھانے میں ہر چیز تھی۔ جس کی ایک انسان خواہش کر سکتا ہے وہی ڈرائننگ روم میں آ کر بیٹھ گیا۔ میرے ساتھ ایک بنگالی جوڑا بھی بیٹھا ہوا تھا۔ بنگلہ اور ہندوستانی فلم کے مشہور ایکٹریس سے گفتگو ہوتی رہی۔ مس تاشنہ ڈرائنگ روم میں آئیں اور فرمایا: "اب ہم لوگوں کو "ماسکو" کی سیر کو چلنا چاہیئے۔ ہم لوگ ہوٹل سے باہر نکلے۔ اے گروپ ایک بس میں اور بی گروپ دوسری بس میں بیٹھ گیا۔ مس تاشنہ ہمارے گروپ کی گائیڈ تھیں۔ مسٹر مائیکل اے گروپ کے گائیڈ تھے ہم لوگ ماسکو شہر کی سیر کرنے نکلے۔ بہت ہی خوبصورت، بڑا اور شاندار شہر ہے۔ سڑکیں کشادہ، صاف اور خوبصورت ہیں۔ شاہراہ کے دونوں جانب فٹ پاتھ پر درختوں کی قطار اور سڑک کے بیچ میں سبزہ زاروں کی کشادہ پٹی، بہت بھلی اور خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ ماسکو والے صاف فضا کے لئے اپنی مقدور بھر ایک مہم چلا رہے ہیں۔ اور ۷ سالہ منصوبے کے اختتام تک یعنی ۱۹۶۵ء میں سوویت اعلان ہیں "لندن" کی نسبت دوگنا سبزہ اور درخت ہو جائیں گے۔ ہر دن گزرنے کے ساتھ ماسکو بڑھتا جاتا ہے۔ آج تقریباً دو ہزار مکانات ماسکو میں ایک ساتھ ہی تعمیر ہو رہے ہیں اور تعمیر کی یہ شرح سال بہ سال بڑھتی ہی جاری ہے۔ عظیم لینن تے جنہیں ماسکو بہت عزیز تھا۔ سوویت حکومت کے ابتدائی برسوں میں کہا کہ ماسکو کو از سر نو تعمیر کر کے ایک حسین و خوبصورت۔ اور لوگوں کے لئے آرام دہ شہر بنا دینا [illegible]۔ اور یہ حیرت انگیز کام بڑے ہی جوش، فرض شناسی اور تیز رفتاری سے انجام دیا گیا پچاس لاکھ سے زیادہ آبادی کی یہ راجدھانی حقیقتاً دوبارہ تعمیر ہوئی ہے۔ ماسکو والے سب سے بڑے محب وطن ہیں۔ اگر کوئی پہلی مرتبہ ماسکو آئے اور زیر زمین دوز "میٹرو" اسٹیشنوں کی تعریف نہ کرے اور اُن کی ماسکو یونیورسٹی کی عمارت قدیم کریملن یا بالشوئی تھیٹر کے خوبصورت ستونوں کو نہ سراہے تو اُنہیں حقیقتاً مایوسی ہوتی ہے۔ شہر کی بڑی بڑی شاہراہوں پر تیزی سے آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا۔ ہزاروں کاریں سروا بالا اسٹریٹ شاہراہ موش آلسک اور سرک کے قریب آ کر رک رہی تھیں۔ دور شہر کے قلب میں سورد لوف اور پشکن چوک اور گورکی اسٹریٹ میں خوب رونق تھی۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ ہو)

درویش فنڈ

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خاص توجہ کیلئے

ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضرورت کا خیال رکھے (سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ)

احباب کو بخوبی علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان سے اس کی اکثر آبادی کو ہجرت کرنی پڑی۔ اور صرف ۳۱۳ درویش خدمتِ دین حفاظتِ مرکز اور دیارِ حبیب کو آباد رکھنے کے جذبہ کے ماتحت قادیان میں ٹھہرے رہے اور انتہائی تنگی اور مالی مشکلات کے باوجود قادیان میں سکونت پذیر رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کہ تجرد کی زندگی کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں درویشوں کی ہندوستان میں شادیاں کی گئیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب درویشوں اور ان کے اہل و عیال کی تعداد ۸۰۰ تک پہونچ چکی ہے۔ اور یہ امر قادیان کی آبادی کا باعث ہے۔

ان درویشوں کے لئے موجودہ حالات میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے جس سے درویش اپنے اخراجات پورے کر سکیں۔ سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں۔ باقی سب درویشان کی جملہ ضروریات (قیام طعام لباس وغیرہ) کا بار صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اور چندہ کی آمد کے مقابل پر بہت زیادہ اخراجات ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے سالہا سال سے صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ آمد و خرچ غیر متوازن چلا آرہا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مد ظلہ العالی نے درویشوں کی ضروریات اور مرکز قادیان کی مالی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعتوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے اس کا چالیسواں حصہ ان کے لئے نکال کر بھیج دے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ وہ یہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کے لئے قربانی سمجھ کر دیں وہ یہ خیال کریں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے بچوں کو کھلاتا ہے اور ان کو کھلانا انسان کا فرض ہوتا ہے۔ اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے اور وہ اس فرض کی ادائیگی کے لئے یہ غلہ دے رہے ہیں"۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مد ظلہ العالی نے فرمایا کہ

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا۔ اور صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لاویں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدردانی کے رنگ میں ہم اہلِ ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں درویش فنڈ کی تحریک کا آغاز ۱۹۵۲ء میں کیا گیا۔ تحریک کے ابتدائی دو تین سالوں میں تو مخلصین نے درویش فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا لیکن اب کچھ عرصہ سے اس آمد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔ حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں زیادتی کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے زیادہ ہے۔

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بھی درویش فنڈ کی تحریک کا بجٹ ۱۳۵۰۰/- روپے رکھا گیا ہے اور توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے پیارے امام اور مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے اور لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے ساتھ درویش فنڈ کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے وعدوں کے فارم جملہ جماعتوں کو بھجوائے جا رہے ہیں۔ جملہ جماعتوں کے امراء، مبلغین، صدر صاحبان عہدیداران مال اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ خود بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں اور کوشش کریں کہ کوئی فرد اس بابرکت تحریک سے باہر نہ رہ جائے اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

عید فنڈ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے کے لئے چندہ عید فنڈ ایک روپیہ مقرر ہے۔ اس کی شرح باوجود کئی گنا مہنگائی بڑھ جانے کے اب بھی اسی قدر رہی ہے۔

اس مد کی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ اس لئے جملہ عہدیداران مال اس مد کی ساری رقم مرکز میں ارسال فرما دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

اب ہم لوگ کریملن کے باہر سے گذر رہے تھے۔ کریملن مینار پر لگے ہوئے گھنٹے کی جھنکار نے چار بجائے۔ اب ہم دریائے ماسکو کے کنارے کنارے جا رہے تھے۔ دریائے ماسکو کتنا پر سکون اور کتنا اچھا لگتا ہے۔ اس کے پل، اس کے بند اور گھاٹ، اس کے مناظر کتنے پیارے لگتے ہیں۔

ہم لوگوں کی بس ایک بہت بڑے خوبصورت سوئمنگ پول کے پاس آکر رکی۔ اس سوئمنگ پول میں ہزاروں بچے، مرد اور عورتیں غسل کر رہی تھیں۔ معلوم ہوا کہ دو ہزار افراد ایک ساتھ اس سوئمنگ پول سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ ماسکو ایک عظیم الشان شہر ہے۔ یہاں کی عالیشان عمارتوں، یہاں کے پُر فضا پارکوں کھیل کے میدانوں، سڑکوں پر مہذب، منظم پُرسکون انسانوں کے ہجوم کا کہاں تک تذکرہ کروں ہم لوگ ہوٹل واپس آ گئے۔ شام کے چھ بج چکے تھے۔ ڈائننگ ہال پہنچے۔ کھانے سے فارغ ہوئے سات بجے ہم لوگ "سرکس" دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے مسٹر مائیکل ہم لوگوں کے ساتھ تھے۔ سرکس کی عمارت مستقل، خوبصورت اور پختہ تھی۔ آج تک میں نے اس قسم کا "سرکس" نہیں دیکھا تھا موسیقی کی دُھن پر گھوڑے کو ناچتے اور قدم اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ کتوں کو فٹ بال کا میچ کھیلتے ہوئے دیکھا۔ حیرت انگیز کرتب دیکھے گیارہ بجے رات کو ہوٹل واپس ہوا۔ (باقی)

ولادت

گذشتہ ۲ مئی کو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلی پوتی سے نوازا ہے درویشان قادیان اور تمام بزرگان سے مسماۃ مولودہ کی درازیٔ عمر اور نیک بننے کی دعا کی درخواست کرتا ہوں

خاکسار
محمد علی شاہ احمدی کٹک اڑیسہ

درخواست دعا

مجھے کچھ ذاتی اور کچھ کاروباری مشکلات درپیش ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔ آمین۔

خاکسار محمد احمد سیکرٹری مال
انجمن احمدیہ جمشید پور

خبریں

نئی دہلی ۱۴ مئی۔ پردھان منتری شری نہرو نے آج لوک سبھا میں وزارت خارجہ کے خرچ کی مانگوں پر بحث کا جواب دیتے ہوئے اعلان کیا کہ بھارت دھڑے بندی سے الگ رہنے کی پالیسی پر قائم رہے گا اب دنیا میں یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ قیام امن کے لئے یہی واحد طریقہ ہے۔ بھارت کا اپنا مفاد بھی اسی میں ہے کہ اس پالیسی پر عمل کیا جائے۔ لاؤس اور ویٹنام کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان علاقوں کے بارے میں جنیوا میں جو سمجھوتے ہوئے تھے اُن کی بنیاد غیر جانبداری تھی۔ لیکن ان سمجھوتوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے موجودہ صورت حال پیدا ہوئی ہے۔

جکارتہ ۔ ۱۴ مئی۔ جکارتہ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو کو گولی سے ہلاک کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ جس شخص نے ان پر گولی چلائی تھی اسے گرفتار کر لیا گیا ہے صدر سوئیکارنو بچ گئے۔ مگر اس واردات میں پانچ اشخاص کو معمولی چوٹیں آئی ہیں۔ یہ قاتلانہ حملہ فرقہ پرست جنونی جماعت دارالسلام کی طرف سے کرایا گیا۔ جنوری میں بھی صدر سوئیکارنو پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے ۱۹۶۰ء میں ایک جیٹ ہوائی جہاز سے اُن کے محل پر گولیاں چلائی گئیں تھیں۔ اس وقت بھی وہ بال بال بچ گئے تھے۔ اس سال جنوری میں ان کی موٹر کے قریب بم پھٹنے سے تین آدمی ہلاک ہو گئے۔ آج صبح ایک جنونی صدر کے محل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا اس نے دعائیہ تقریب کے دوران میں گولی چلائی۔ فائرنگ کی وجہ سے صدر سوئیکارنو اپنی لکھی ہوئی تقریر نہ پڑھ سکے اور ان سے ڈیفنس منسٹر نے پڑھ کر سنایا جو لوگ گولی چلنے سے زخمی ہوئے ان میں پارلیمنٹ کے سپیکر اور صدر کے تین محافظ شامل تھے۔ حملہ آور ایک نوجوان ہے۔ وہ سینکڑوں آدمیوں میں سے اچانک اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور گولی چلا دی۔ صدر نے فوراً پیٹھ پھیر لی۔ اور محل کے اندر چلے گئے۔ اس طرح ان کی جان بچ گئی۔ لوگوں نے حملہ آور کو پکڑ لیا۔

نئی دہلی ۱۴ مئی۔ بھارت کے پہلے راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد بارہ برس تک اس عہدہ پر خدمات سرانجام دینے کے بعد کل رات جب سپیشل گاڑی میں دہلی سے پٹنہ روانہ ہوئے تو راستہ میں متعدد ریلوے سٹیشنوں پر ہزاروں اشخاص نے آپ کو پرجوش الوداع کہی۔

لندن ۱۴ مئی۔ لاؤس کی نازک صورت حال کے پیش نظر صدر کینیڈی نے بحری فوج کے ۱۸۰۰ جوانوں کو حکم دیا ہے کہ اگر تھائی لینڈ سرکار رضامند ہو تو وہ تھائی لینڈ میں اتر جائیں۔ امریکی مسافر بحری بیڑے کے ۷ جہاز بھی نامعلوم مقام کے لئے روانہ ہو رہے ہیں آسٹریلیا بھی لاؤس میں فوجیں بھیجنے پر غور کر رہا ہے۔

نئی دہلی ۱۴ مئی۔ ہوم منسٹر شری لال بہادر شاستری نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ ۲ جون کو قومی یکجہتی کونسل کی ایک اور میٹنگ منعقد ہو گی۔ جو حالیہ انتخابات کے ردعمل اور فرقہ پرست طاقتوں کی قوت پر غور کرے گی۔ آپ نے ایک سوال کے جواب میں اس بات پر اتفاق ظاہر کیا کہ فرقہ پرست اور اس طرح کی دوسری جماعتیں ملک کی یکجہتی کے لئے حقیقی خطرہ ہیں۔ آپ نے کہا کہ جب کبھی موقع پیدا ہوا۔ حکومت نے انکے خلاف کارروائی کی۔ لیکن فرقہ پرست جماعت کے خلاف بحیثیت مجموعی کارروائی ہوتی رہی ہے۔ ہوم منسٹر نے کہا کہ قومی یکجہتی کانفرنس کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کئی اقدامات کئے گئے ہیں۔ نمونہ کی درسی کتابیں تیار کرانے کے لئے ابتدائی کارروائی کی جا چکی ہے کانفرنس کی سفارشات کے مطابق درسی کتابوں کے متعلق مشاورتی بورڈ بھی قائم کیا جائے گا۔ صوبائی سرکاروں نے تین زبانیں پڑھانے کے فارمولا پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔

پٹنہ ۱۴ مئی۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد راشٹرپتی کے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد آج شام پٹنہ پہنچ گئے۔ دہلی سے پٹنہ تک کے سارے راستے میں آپ کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ آپ کی سپیشل ریل گاڑی جہاں بھی رکی۔ وہاں لوگوں کی بھیڑ اُن کے استقبال کے لئے جمع تھی۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے اپنی سپیشل ٹرین میں اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے کہا کہ لوگوں نے میرے ساتھ جس پریم کا اظہار کیا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ یہ پریم میرے لئے نہایت قیمتی ہے جب اخباری نمائندوں نے پوچھا کہ آپ کا آئندہ پروگرام کیا ہے۔ تو راجن بابو نے کہا کہ میں نے ابھی تک کوئی پروگرام نہیں بنایا۔ پٹنہ میں قیام پذیر ہونے کے بعد یہ فیصلہ کروں گا۔ کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور شری کے۔ سی پانڈے صاحب کے تبادلہ پر بٹالہ میں

الوداعی تقریب

بٹالہ ۱۲ مئی۔ آج صبح آٹھ بجے بٹالہ سب ڈویژن کی طرف جناب شری کے سی پانڈے ڈپٹی کمشنر کے تبادلہ پر انہیں الوداع کہنے کے لئے بٹالہ کلب ہاؤس کے میدان میں وسیع پیمانہ پر ایک تقریب کا انتظام کیا گیا۔ جس میں بٹالہ شہر اور علاقہ کے ہر طبقہ کے معززین شامل ہوئے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی اس موقعہ پر مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز قائمقام ناظر امور عامہ و مکرم ملک صلاح الدین صاحب اور مکرم مولوی برکت علی صاحب نے شمولیت اختیار کی۔ اس تقریب پر بٹالہ سب ڈویژن کی طرف سے مین صاحب نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں شری پانڈے صاحب کے کاموں اور ان کی علاقہ میں ہر دلعزیزی اور پبلک کے ساتھ انصاف اور ہمدردی کے سلوک اور آپکی انتظامی قابلیت کا ذکر تھا۔ اس موقعہ پر یکے بعد دیگرے جناب پنڈت گورکھ ناتھ صاحب اور دت صاحب نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی ضلع گورداسپور میں عرصہ قیام کی خدمت کو سراہا۔ اور آپ کی تبدیلی پر پبلک کمیٹی بٹالہ کی طرف سے سردار دھنراج سنگھ صاحب ایڈووکیٹ نے بھی ایک الوداعی سپاسنامہ پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے مکرم ملک صلاح الدین صاحب نے بھی شری پانڈے صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا کہ شری پانڈے صاحب نے ہمیشہ ہمارے ساتھ ہمدردانہ سلوک کیا ہے۔ اور ہم آپ کے لئے عمدہ طور پر ... سیکرٹری۔ سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ پر بھی ان کی کامیابی کے لئے دعاگو ہیں۔ اس کے بعد جناب ایس ڈی۔ ایم صاحب بٹالہ نے بھی آپ کی ضلع میں تقرری کے عرصہ میں آپ کے کاموں کو قابل تقلید نمونہ قرار دیا۔

آخر پر شری پانڈے صاحب نے سپاسنامہ کے جواب میں ضلع کے تمام شہریوں اور ماتحت افسران کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ تقریباً گیارہ بجے دوپہر کو یہ تقریب نہایت شاندار طور پر اختتام پذیر ہوئی۔ اور شری پانڈے صاحب نے اکثر دوستوں کے ساتھ مصافحہ کر کے انفرادی طور پر بھی ان کا شکریہ ادا کیا۔ (نامہ نگار)